

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پانچواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 24 اگست 2013ء برداشتہ بر طبق 16 شوال المکرم 1434 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	02
2	رخصت کی درخواست۔	03
3	تحریک اتحاد نمبر 1 مجاہب: جناب نصراللہ خان زیری، رکن اسمبلی۔	03
4	مشترکہ قرارداد نمبر 1 مجاہب: جناب عبدالرحیم زیارت وال، نواب محمد خان شاہوی، جناب رحمت علی بلوچ، محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ، ارکین اسمبلی۔	11

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 راگست 2013ء بھرطابق 16 رشوال المکرم 1434ھ بروز ہفتہ بوقت دوپہر 12:00 بجے منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر میر عبدالقدوس بنجبو بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا لَا وَسِبْعُونَهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَكُكُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلْمَاتِ إِلَى النُّورِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ه تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ط وَأَعَدَّلُهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ه

﴿ پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الاحزاب آیات نمبر ۱۳۳ تا ۱۴۰ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی بولتے رہوں سکی صح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجا ہے تم پر اور اسکے فرشتے، تاکہ نکالیں تم کو اندر ہیروں سے اُجائے میں، اور ہے ایمان والے پر مہربان۔ دعا اُنکی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے، اور تیار کھا ہے اُنکے واسطے ثواب عزت کا۔ وَمَا عَلَّمَنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہُسْمِ اللَّدِ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ سوالات نہ ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات مُؤخر کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواست

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالجید خان اچکزئی صاحب نے بھی مصروفیات کے باعث اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

جناب نصراللہ زیریے صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 1

جناب نصراللہ خان زیریے: میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار Thank you Mr.Speaker. مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 56 کے تحت تحریک استحقاق کا نوٹ دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے ”کہ بعض آئین و قانون شکن اور جمہوریت دشمن عناصر کی جانب سے مجھ پر 22 اگست کو قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور رکن اسمبلی کی حیثیت سے مجھے پورے صوبے اور خصوصاً ایکشن کے علاقے میں جانے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن آئین و قانون شکن جمہوریت دشمن عناصر کی جانب سے قاتلانہ حملہ اگر ایک جانب گلین جرم ہے تو دوسری جانب کئی لوگوں کو زخمی کیا گیا۔ اور وہاں کھڑی میری گاڑی سمیت میرے دوستوں کی تین گاڑیاں جلائی گئیں۔ اس طرح رکن اسمبلی کی حیثیت سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے“۔ اخباری تراشے مسلک ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک استحقاق نمبر 1 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی تحریک استحقاق کے متعلق وضاحت فرمائیں گے؟

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! جس طرح آپ کو بخوبی علم ہے کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کو 11 مری 2013ء کے عام انتخابات میں بھرپور کامیابی حاصل ہوئی۔ اور پارٹی کے چیئر مین جناب محمود خان اچکزئی نے دو سیٹیں جیتیں اور اس طرح انہوں نے 262-NA قلعہ عبداللہ کی نشست چھوڑ دی۔ 22 اگست کو اُس نشست پر ایکشن کا اعلان ہوا تو ہمارے دوستوں نے، پارٹی نے مُؤثر انداز میں وہاں مہم چلائی اور پورا ماحول اس طرح کا تھا کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی جیت رہی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ میری پارٹی وہاں ایکشن میں حصہ لے

رہی تھی۔ میں بحیثیت رکن اسمبلی اور پارٹی کے عہدیدار کی حیثیت سے یہ میراثت ہے کہ وہاں campaign کرنا وہاں جانا۔ 22 راگست کو میں جنگل پر علی زمی پولنگ اسٹیشن نمبر 89 پر گیا۔ 45:45 پر میں وہاں پہنچا۔ پولنگ ختم ہو گئی تھی وہاں میں اپنے پولنگ ایجنس بالخصوص فیملی پولنگ ایجنس کو اٹھانے کیلئے گیا۔ اس لئے کہ جناب اسپیکر! آپ کو پتا ہے کہ 2002ء کے ایکشن میں اسی پولنگ اسٹیشن پر ہماری پارٹی کی فیملی پولنگ ایجنس نیک بی بی کو شہید کیا گیا۔ اور دو مزید پولنگ اسٹیشنز ہیں ان پر ہماری پارٹی کے عبدالرحیم زیارت وال کواغواء کیا گیا۔ قہار و دان پر حملہ کیا گیا۔ اور یہ وہی پولنگ اسٹیشن ہے 1977ء سے لکرا ب تک ان جرام پیشہ عناصر نے ایسا ماحول بنایا ہے کہ یہ no go area ہے۔ وہاں کوئی پولنگ ایجنس نہیں جا سکتا۔ 1977ء کے ایکشن میں محمود خان اچکزی قومی اسمبلی کے ایکشن وہاں لڑ رہے تھے ان کے بڑے بھائی ڈاکٹر احمد خان اچکزی کو بھی اُس وقت اس پولنگ اسٹیشن پر مارا گیا۔ تو تواتر کے ساتھ یہ واقعات ہورہے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا جوئی میں گاڑی سے اُتر امیرے ساتھ دو تین گاڑیاں مزید تھیں وہ پارٹی کے کارکن تھے۔ وہاں موجود ہشتنگر دعا ناصر نے مجھ پر حملہ کیا اور انہوں نے اس فائزگ کی بہت سارا بھوم تھا۔ اُس بھوم میں ہماری پارٹی کے چار بندے زخمی ہوئے۔ اب بھی سوں ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ جناب اسپیکر! میری گاڑی کو جلا یا گیا اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا۔ جناب اسپیکر! میں ایک رکن اسمبلی کی حیثیت سے۔ آج اخبارات میں پھر اس پارٹی کا بیان آیا ہوا ہے اور مجھ پر الزامات لگائے گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ”چور مچائے شور“۔ جناب اسپیکر! اسلئے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ تو میں آپ سے request کرتا ہوں کہ اسکو آپ admit کر کے کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ اس پر آپ بحث کریں تاکہ مجھے میراثت مل سکے۔ اور حقائق بھی سامنے آ سکیں۔ Thank you Mr.Speaker.

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ یہ ۔۔۔۔۔

مولانا عبدالواحع (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ابھی نصر اللہ جو بات کر رہے تھے۔ ان حالات پر تو بعد میں بات کریں گے۔ لیکن جو ظفر اللہ نوجوان جس کو وہاں شہید کیا گیا ہے اسکے لئے فاتح خوانی کریں۔ کیونکہ اس کو وہاں ایکشن کے دوران شہید کیا گیا۔ لہذا یہ ایوان اسکے لئے فاتح خوانی کرے۔ دعا کر لیں پھر اس پر بعد میں بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ہاں۔ ruling دے کر پھر دعا کر لیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): point of order جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! جنہوں نے

آئین، قانون اور جمہوریت کو پامال کیا ہے اُنکے لئے یہاں دعا کیں پڑھی جاتیں۔۔۔(مداخلت-شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: دعا مسلمان کیلئے ہوتی ہے۔ صحیح ہے۔۔۔(مداخلت-شور)

جناب عبدالرجمیم زیارت وال (صوبائی وزیر): ہم ثابت کر دیں گے کہ کس نے قانون ہاتھ میں لیا ہے؟ یہ صوبے کا ذمہ دار ایوان ہے اور یہاں ان لوگوں کیلئے دعا کی جاتی ہے جن کی سماجی طور پر contributions ہوتی ہیں۔۔۔(مداخلت-شور)

مفتی گلاب خان کا کثر: دعا کر لیں حق ہے۔۔۔xxxxxx。(مداخلت-شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ بیٹھ جائیں۔

جناب عبدالرجمیم زیارت وال (صوبائی وزیر): rule کو پڑھ لیں کیا یہ اُسکا استحقاق بنتا ہے؟ پھر آگے جائیں ایسا نہیں ہے۔۔۔xxxxxx

حاجی گل محمد درث: پہلے دعا کی جائے۔۔۔xxxxxx

جناب عبدالرجمیم زیارت وال (صوبائی وزیر): دعا کے تحت ہوگی۔ اُسکی کیا contribution ہے۔ rules کو پڑھ لیں ہمارے rules! ہیں اُنکے مطابق کوئی آدمی جن کی contribution ہو سماجی خدمات ہوں اُنکے لئے دعا کی جاتی ہے جناب والا! یہاں دشمنگرد یا حملہ آور کیلئے دعا کیں نہیں کی جاتیں

xx。(مداخلت-شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ بیٹھ جائیں۔۔۔(مداخلت-شور) بابت لا لا! آپ بیٹھ جائیں۔ زیارت وال صاحب! kind آپ بیٹھ جائیں۔ مولانا واسع صاحب! آپ بیٹھ جائیں میں اس پر رونگ دیتا ہوں۔۔۔(مداخلت-شور) میں دعا کرواؤ نگا، آپ بیٹھ جائیں نا۔ میں استحقاق پر رونگ دے کر پھر دعا کرتے ہیں۔۔۔(مداخلت-شور) زیارت وال! آپ دل بڑا کریں۔ دعا کرنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا آپ دعا کرادیں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ rules کے مطابق انسان کیلئے دعا کر سکتے ہیں۔ وہ پولیس ہے۔ آپ سُم اللہ کریں دعا کریں۔ بس دعا کریں۔ مسلمان ہے اُسکے لئے دعا کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ میں مولانا عبدالواسع صاحب نے دعاۓ مغفرت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی مولانا واسع صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! point of order!

جناب ڈپٹی اسپیکر: ویسے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): حملہ کیا گیا ہے۔ کس کی گولی سے مرد ہے اور اُسکے لئے جب تک تحقیقات نہ ہو اُس وقت تک آپ اُسکے لئے دُعا نہیں کر سکتے۔ جناب اپنیکرو! مسئلہ یہ ہے۔ یہ کس قاعدے کے تحت بیٹھ کر بول رہا ہے یہ اسمبلی ہے۔۔۔ (مدخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ اسی پر بحث کریں گے یا آگے کارروائی کو چلا گئیں؟ آپ نے فاتحہ کر لی۔ آپ لوگ بیٹھیں نا۔ مانیک بند ہے آواز نہیں آ رہی۔

XXXXXX- XXXX- XXXX- قائد حزب اختلاف:

----- (مداخلت شور) XXXXXXXXXX-XXXXXX-XXXXXX

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ایک دفعہ بیٹھ جائیں، اس پر ہم لوگ بات کریں گے۔ زیارت وال صاحب! مولانا واسع صاحب بیٹھ جائیں میں آپکو time دونگا۔ (مدخلت۔شور) زیارت وال صاحب! بیٹھ جائیں۔ مولانا عبدالواسع صاحب بیٹھ جائیں میں آپکو موقع دونگا اس پر آپ بات کر لیں۔ بابت لالا! (مدخلت۔شور) آپ میں آپ لوگ بات نہیں کر سکتے بابت لالا! نصر اللہ ذیرے!، دمڑ صاحب!۔ یہ آپ لوگ۔ (مدخلت۔شور) زیارت وال صاحب! آپ آپ میں بات نہیں کر سکتے۔ Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔ دمڑ صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ زیارت وال صاحب! آپ گورنمنٹ میں ہیں، آپ بحث نہیں کریں۔ اپوزیشن ہے، ساری اسمبلی کی۔ اسمبلی کا decorum ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ ابھی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ مولانا صاحب! بیٹھ جائیں۔ میں اس پر وونگ دے کر پھر آپکو time دے دونگا۔ آپ اس پر بات کر لیں، بس۔ (مدخلت۔شور)

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! آپ House کے مطابق چلائیں۔ اب تحریک اتحداق جب پیش ہوئی ہے، اسکو پیش کرنے کے بعد آپ رولنگ دیں، فاتحہ خوانی کیلئے۔ پورا X بنا یا ہے، میڈیا کے سامنے، سول سو سائٹی کے سامنے، یہ اس طرح نہیں ہے۔ مولانا صاحب! آپ سینئر پارلمیٹریں ہیں، ہمارے دوست بھی ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے مخاطب ہو رہے ہیں آپ کم از کم رولنگ دے دیں، یہ ساری کارروائی سے حذف کریں۔ آپ سے کوئی مخاطب ہو کر بات کریں، آپ Chair کر رہے ہیں۔ آپ کم از کم اسکو rules کے مطابق چلائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ آپ بیٹھ جائیں۔ تمام غیر پارلیمانی الفاظ کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔ تحریک استحقاق نمبر 1، چونکہ یہ حساس معاملہ ہے، اس تحریک کو باقاعدہ لوازمات پورا کرنے کیلئے

مورخہ 27 اگست 2013ء کے اجلاس میں پیش کیا جائیگا۔

قائد حزب اختلاف: جناب اپسیکر۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: 27 تاریخ کے اجلاس میں، اگر آپ ابھی رونگ کے بعد اس پر باقاعدہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف: XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-

XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX

جناب عبدالرجمم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اپسیکر۔

قائد حزب اختلاف: XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-

XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-

جناب عبدالرجمم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اپسیکر! یہ آپ جو ہے نا وہی کام کر رہے ہیں ہمارے ساتھ۔ جناب اپسیکر! یہ کس قاعدے کے تحت بول رہا ہے؟

جناب ڈپٹی اپسیکر: 27 تاریخ کے اجلاس میں رکھا ہوا ہے۔

قائد حزب اختلاف: XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXXXXX-

XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX

جناب ڈپٹی اپسیکر: مہربانی مولانا صاحب۔

قائد حزب اختلاف: XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-

(مداخلت-شور)

جناب عبدالرجمم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اپسیکر! یہ کس قاعدے کے تحت بول رہے ہیں؟ اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔۔۔ (مداخلت-شور)

جناب ڈپٹی اپسیکر: مولانا صاحب! اس پر دعائے مغفرت کے بعد۔۔۔ (مداخلت-شور) اسکو باقاعدہ کارروائی کیلئے منظور کیا ہے۔ اس پر آپ 27 تاریخ کو بحث کر سکتے ہیں۔ مولانا صاحب! یہ تو 27 تاریخ کو بحث کیلئے۔ اگر آپ کوئی ہے تو تحریری طور پر آپ اسکو لے آئیں۔ اسکو بحث کیلئے منظور کر لینے۔۔۔ (مداخلت-شور) آپ اسکو تحریری طور پر لا سکتے ہیں تاکہ اس پر بحث کر سکیں۔۔۔

(اس موقع پر اپوزیشن ارکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب عبدالرجمم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اپسیکر! آپ نے اسکو اجازت دے دی۔ اسکو کارروائی

سے حذف کیا جائے۔ ہم اس طریقے سے نہیں بیٹھیں گے۔ آپکی روونگ کے بعد کس قاعدے کے تحت وہ بحث کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اسکو باقاعدہ اُس کیلئے۔۔۔ (مداخلت۔شور) مائیک بند ہے۔ مُنہ تو کسی کا بند نہیں کیا جاسکتا۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! ایک تو آپ نے تحریک کو منظور کیا۔ اب اُس پر بحث ہی نہیں کی جاسکتی۔ جب 27 تاریخ کو منظور ہے۔ اُس نے جوابات کرنی ہے 27 تاریخ کو کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ باتیں کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی سے حذف کر دیا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! یہ صوبے کا معزز ایوان ہے اسکی کسی چیز کو ہم پامال نہیں کر سیگے۔ آپکی روونگ کے بعد اس کتاب میں جو چیز موجود ہے، اُسکے تحت پھر وہ اپنی بات شروع کر سکتا ہے۔ یا point of order پر، آپ اجازت دیں گے یا اسمبلی کے کسی قاعدے کے تحت۔ آپ نے دس منٹ اُنکی سنیں۔ اور یہ ریکارڈ پر آگئی۔ میری گزارش یہ ہے چونکہ اسمبلی کے rules کے تحت انہیں یہ حق حاصل نہیں تھا۔ انہوں نے point of order کا نام نہیں لیا، ایسے ہی بولنے لگے۔ یہ کارروائی سے حذف ہوں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مائیک بند تھا۔ ویسے اگر کوئی بولتا ہے تو اُس کا منہ بند نہیں کر سکتے۔ کارروائی میں نہیں ہے۔ وہ باقاعدہ اسکو تحریری طور پر پیش کر سکتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر اپوزیشن کومنے کیلئے کوئی نہیں اپوزیشن کے بغیر آپکی اسمبلی کا وہ۔۔۔

جناب نصراللہ خان زیرے: پانچ سال اپوزیشن کے بغیر چلتی رہی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس time تھی ہی نہیں میرے خیال میں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! ہم اپنی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ کوئی معقول چیز ہو، جس پر انسان واک آؤٹ کرے تو جائز ہے۔ میں پورا نتیجہ آپکے سامنے رکھتا ہوں۔

177 پونگ میں سے 15 پر بھی یہ نہیں جیت رہے ہیں۔ باہر پانچ سو گزر دُور فوج اور ایف سی کھڑی تھی۔ ہم پر

x بحکم جناب ڈپٹی اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کیئے گئے۔

فارزگ ہوئی ہے حملہ ہوا ہے اب اُسکو لا کر ادھر اس طریقے سے پیش کر رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر! میں پہلے اس فلور پر ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے بتاچکا ہوں کہ انکو ایسی عبرتناک شکست سے دوچار کریں گے کہ یہ پھر یاد رکھیں گے۔ میں ایسے نہیں بولتا جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! بیٹھ جائیں۔

جناب عبدالرجمیم زیارتوال (صوبائی وزیر): لیکن اسکے بعد بات یہ ہے کہ ان چیزوں پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔ میں آتا ہوں مجھے ذرا سینیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! بیٹھ جائیں۔ کارروائی کو آگے بڑھائیں گے۔ اب باقاعدہ 27 تاریخ کو اس پر آپ بحث کر سکتے ہیں۔

جناب عبدالرجمیم زیارتوال (صوبائی وزیر): دوسری بات یہ ہے۔ آپ مجھے سنیں۔ یہ ہماری اسمبلی ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ اور مسلمان کیلئے دعا پڑھنا اسمبلی کوئی تقاضت نہیں ہے۔ لیکن اسمبلی کے فلور پر ان لوگوں کیلئے دعا میں پڑھی جاتی ہیں، جن کے سماجی خدمات ہوں۔ جن کے ساتھ وحشت و دہشت ہوئی ہوں۔ جنہوں نے یہاں perform کیا ہو۔ یہ limited rights ہیں۔ یہ تمام معاشرے کے لئے یہاں دعا پڑھنے کی اجازت نہیں ہے جناب اسپیکر! میں بول بول کر آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ میں ایسی بات نہیں کروں گا، ذمہ داری سے کہوں گا۔ جو چیز نہیں ہوگی میں آپ سے کہہ دیتا ہوں کہ یہ ایسا نہیں ہے۔ اور جس کو یہ right حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! بس اس پر بات ہوئی آپ بیٹھ جائیں۔

جناب عبدالرجمیم زیارتوال (صوبائی وزیر): بعض مرتبہ ہم سب پرانگھیں بند کر کے۔ لیکن جناب اسپیکر! یہاں مسئلہ یہ تھا کہ جنہوں نے فارزگ کی حملہ کیا۔ جنہوں نے اس قسم کی کارروائی کی ہے۔ یہ آپ کے سامنے آ جائیں گے۔ میں آپ، پورا ایوان اور پورا صوبہ دیکھ سکے گا کہ کون criminal ہے۔ کن لوگوں نے crime اور activity کیا ہے۔ اور اسکے نتیجے میں جو کچھ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: 27 تاریخ کو باقاعدہ آپ اس پر بات کر سکتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔ مہربانی۔

جناب عبدالرجمیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں اتنی سی گزارش کروں کہ یہ جو ہماری اسمبلی ہے۔ اسکے rules، قاعدے سب کو منظر رکھیں۔ ہم سب کو پابند بنائیں کہ ہم اسکے مطابق چلیں۔ تو کوئی بگاڑنیں ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اُسکی کچھ روایات ہیں۔ اس صوبے کی ماضی کی۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ اگر اس طرح آپ انکو اپوزیشن کے نام پر پھوٹ دیتے رہے۔ کہ وہ تحریک منظور ہونے کے بعد 27 تاریخ کیلئے آپ نے رولنگ دے دی۔ اُسکے بعد اسکو آپ کس رولنگ کے تحت دس پندرہ منٹ بولنے دیتے ہیں۔ یہ روایت بن جائیگی پھر ہماری اسمبلی کے رولنگ پامال ہونگے۔ ورنہ ایک رولنگ اسٹیشن پر انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ ہمارے ساتھیوں نے آپ کو بتا دیا۔ 177 رولنگ اسٹیشن ہیں۔ میں ذاتی طور پر کم از کم اس کا ذکر کروں لیکن ساتھیوں نے بات کر لی ہے۔ 177 رولنگ اسٹیشن میں ایک پر، انکی demand پر کہ فوج کی نگرانی میں کراچی جائے۔ یہ فوج کی نگرانی میں نہیں ہوا بلکہ فوج کو پر یہ ایئڈنگ افسر کے اختیارات دیئے گئے اور ہر رولنگ اسٹیشن پر کیپٹن کے زیرِ تباہ کا بندہ موجود تھا۔ چار کرنل اسکے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی اگر اس پر بحث کرو گے تو بعد میں point of order پر باقاعدہ ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر! کم از کم ہمارے ڈسٹرکٹ میں ایف سی اور چوری چکاری اور انغو برائے تاوان فلانے فلانے میں بڑے سارے لوگ کام آتے ہیں۔ ایک اور آگئی۔ تو ہر ڈسٹرکٹ کیلئے ادھر دعا میں تو نہیں ہو سکیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: باقاعدہ طور پر اسکے اوپر ہوم ڈیپارٹمنٹ نہیں کہے گا کہ یہ ڈسٹرکٹ دھایا نہیں ہم نہیں کہہ سکتے اسکو کہ یہ ڈسٹرکٹ ہے۔ ابھی جو بھی بوزیشن ہے۔ آپ اس پر باقاعدہ 27 تاریخ کو بحث کریں گے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جب آپ نے فیصلہ دے دیا پھر اسکو پندرہ منٹ بولنے کیوں دیا؟ اس پر ہمارا اعتراض ہے۔ یہ روایت بن جائیگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ بیٹھ جائیں میں اس پر بات کروں گا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: very nice

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُسی میں یہ ہے کہ ہم صرف مائیک بند کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی بولتا ہے اسکا منہ تو ہم نہیں بند کر سکتے۔ باقی یہ ہے کہ اسمبلی کا جواہر امام ہے دونوں طرف سے ہوتا ہے۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لے۔ بجائے Chair سے مخاطب ہو کر، وہ آپس میں دونوں طرف سے۔ نہیں ہے کہ ایک طرف سے۔ دونوں طرف سے یہ چیزیں ہو رہی تھیں آپس میں بات کر رہے تھے۔ تو دونوں طرف

سے اسمبلی کا احترام نہیں ہوا۔ آئندہ اس طرح نہ ہو۔ باقاعدہ اگر کوئی بات ہے تو مہربانی کر کے آپ لوگ Chair سے مخاطب ہو کر اپنے point of view دے سکتے ہیں۔ ہماری اسمبلی کی روایت ہے۔ یہاں محبت ہے۔ بھائی چارہ ہے۔ چاہے اپوزیشن ہو چاہے گورنمنٹ۔ آج اگر کوئی اپوزیشن میں ہے تو کل کوئی اور اپوزیشن میں ہو سکتا ہے۔ تو اسلئے ہماری روایت کے مطابق ہم چاہتے ہیں کہ دو ہمارے سینئرممبر ان صاحبان جا کر انکو منانے کی کوشش کریں۔ سردار اسلام بن جنوج صاحب اور جعفر مندو خیل صاحب۔ اگر یہ منانے کی وجہ سے ہوگا۔ تاکہ اسمبلی کی کارروائی بہتر طور پر چل سکے۔

(اس موقع پر دو ممبر ان اپوزیشن کو منانے کیلئے ایوان سے چلے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: سرکاری کارروائی۔ جناب عبدالرحیم زیارتوال، نواب محمد خان شاہوی، صوبائی وزراء جناب رحمت علی بلوچ، محترمہ راحیلہ درانی صاحب، ارکان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرك اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 1 پیش کرے۔

مشترکہ قرارداد نمبر 1

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ”پی آئی اے جو ایک قومی ادارہ ہے، بلوچستان کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوك ختم کرے۔ اندر وون بلوچستان میں الاقوامی پرواہیں جو کم یا تو بالکل ختم کر دی گئی ہیں، انکو فوری طور پر بحال کیا جائے۔ نیز کوئی، اسلام آباد اور کراچی کی پرواہیں کیلئے کرایوں پر نظر ثانی بھی کی جائے۔ اسی طرح آنے والے حج ایام میں کوئی سے حج آپریشن حسب معمول جاری رکھا جائے۔“

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 1 پیش ہوئی۔ محکمین میں سے کوئی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 1 کی موذونیت کیوضاحت کرے۔

محترمہ راحیلہ درانی: شکریہ محترم اسپیکر صاحب۔ جو قرارداد پیش ہوئی میں صحیح ہوں کہ اس وقت بلوچستان کے جو حالات ہیں، جو واقعات ہیں، جو لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے۔ اس میں جو کمپنی کی شکنی کے ذرائع ہیں، اس پر ہمارے عوام بہت مشکلات سے دوچار ہیں۔ ایک road by road سفر کرتے تھے۔ اب صورتحال ہم سب کے سامنے ہے۔ اسی طرح ٹرینوں میں لوگ جاتے تھے۔ کم کرایا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے زیادہ تر جو غریب عوام ہیں بلکہ میں تواب کہتی ہوں کہ عام عوام وہ بھی انہی ذرائع کو ترجیح دیتے ہیں کرایوں کی وجہ سے۔ لیکن جو صورتحال رہی پچھلے دونوں ٹرینوں پر بھی حملہ ہوتے رہے۔ تواب ایک واحد

ذریعہ رہ جاتا ہے جو محفوظ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جی by air۔ لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اس میں ہماری ایک ہی air line جسے ہم قومی air line کہتے ہیں۔ قومی ائاشہ کے طور پر کہ جی یہ ہمارا ایک بڑا ائاشہ ہے۔ اور وہ تمام پاکستان میں یہ سہولیات فراہم کرتی ہے کہ لوگوں کو by air سفر کرائیں۔ لیکن پچھلے اداروں میں بھی ہم اس ادارے کا مختلف جو ہمارے ساتھ اور خاص کر بلوچستان کے ساتھ سلوک ہے، اُس کیلئے ہم قراردادیں لائے تھے۔ اور ہم نے بار بار وفاقی حکومت سے اپیل کی کہ بھی آپ اس issue پر کوئی سنجیدہ اقدامات کریں۔ انکی سرزنش کریں۔ لیکن ایسا کچھ دیکھنے میں نہیں آیا۔ لیکن جناب اسپیکر! اب تو بات حد سے اس طرح گزرگئی کہ پچھلے کچھ عرصے سے ہماری جو پروازیں ہیں، اندر وون ملک، خاص طور پر اسلام آباد، لاہور اور کراچی۔ جہاں ہم سب کا سب سے زیادہ جانا ہوتا ہے۔ وہاں کی پروازیں دوسری جو air line ہے، اُس نے اپنی service شروع کی۔ انہوں نے اپنی پروازیں ختم کر دیں۔ ابھی اگر کسی ایم جنسی میں ہمیں کسی مینگ میں بلا یا جاتا ہے۔ اگر ہم اپنا ایک ٹکٹ کروانے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جی آج تو flight ہی نہیں ہے۔ اسلام آباد میں پچھلے کچھ عرصے میں انہوں نے دو سے تین flights کم کر دیں۔ یہاں سے ایک private air line نے شروع کی کراچی کیلئے، انہوں نے کراچی کی پروازیں تین سے چار دن ختم کر دیں۔ لاہور میں انہوں نے شروع کی۔ پی آئی اے نے پوری کی پوری سروں لاہور کیلئے ختم کر دی۔ اندر وون ملک جو حال ہے وہ باقی میرے ساتھی بتائیں گے آپکو۔ اسی طرح کرایوں کیلئے یہ حال ہے کہ جب ہم ایک دو دن پہلے ٹکٹ کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جی economy میں تو کوئی جگہ نہیں ہے plus economy میں۔ اور آج اسکا کرایہ اٹھارہ ہزار سے اوپر چلا یا گیا ہے۔ اور جسکی میں آپکو وہ چیزیں بھی دے سکتی ہوں۔ تو یہ ایک عام آدمی کے بس سے تو بالکل نکل گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھنہیں آتی پوری دنیا میں جو قومی ادارے ہوتے ہیں، وہ اپنے عوام کو سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی بھی ادارے اسکی competition میں آتے ہیں۔ اور وہ ایک healthy competition ہوتی ہے۔ اور اس میں دوسرے اداروں کے مقابلے میں وہ اپنے آپ کرانے کم کر دیتے ہیں۔ بلکہ آپ کو packages کی سہولت دیتے ہیں۔ اب ایک package کی سہولت دے دیتے ہیں کہ جی آپ کم کلاس میں سیٹ ملے گی۔ وہ صرف دو یا تین ہوتی ہیں جو کہ آپ میں، پھر اس دن پہلے بک کرائیں تو شاید آپ کو یہ قسم سے مل جائے۔ تو جناب اسپیکر! یہ ایک ہمارے جو قومی ادارے کا صرف بلوچستان کے ساتھ یہ رؤی ہے۔ ہماری international flights تھیں۔ ہمارے جو تجارتی لوگ جو یہاں سے دہنی، شارجہ جاتے تھے۔ ویسے ہماری کوئی اور facilitation ہے وہاں جاتے ہیں۔ لیکن وہ بھی پچھلے دو تین مہینے سے پہلے دہنی کے لئے ہفتے

میں دو flights جاتی تھیں، وہ بھی ختم کر دیں۔ شارجہ کی پچھے سال پہلے انہوں نے ختم کر دیں۔ اور اب تو سننے میں یہ آیا ہے کہ آئندہ شاید آپ جو flights سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ جب پوچھا جاتا ہے کہتنے ہیں ”ہمارے پاس طیارے نہیں ہیں“، کیا طیارے صرف بلوچستان کیلئے نہیں ہیں؟ اور جب facilitation کیکھ جائے تو آپ کے کرائے آسمان سے با تین کر رہے ہیں۔ جب اُسیں سفر کیا جائے تو سارے لوگ کلمہ پڑھ کر اُسیں بیٹھتے ہیں ”پتا نہیں پہنچیں گے یا نہیں“، جو انکے حالات ہیں۔ میں خود، تین چار دفعہ ہم لوگ وہاں مرتبہ مرتے نپکھ ہیں۔ وہ طیارے گراوڈ ہو گئے۔ جب یہاں آئے یہاں سے چلے گئے۔ تو جناب اپنیکر اُسیں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم نوعیت کی قرارداد ہے۔ جس میں ہمارا ایک ہی safe ذریعہ رہ گیا ہے۔ اور آپ یہ دیکھیں کہ جب ساری دنیا میں آپ اپنے clients کو یا جو بھی آپ کے مسافر ہیں، اُسیں تو مسافر ہی آئیں گے۔ اُنکو آپ ایک اچھی سہولت دینا چاہتے ہیں۔ پورے پاکستان میں دوسری air lines چل رہی ہیں۔ لاہور سے کراچی، کراچی سے اسلام آباد اور وہ کب سے چل رہی ہیں۔ کوئی میں تو یہ اب شروع ہوئی ہے۔ لیکن پی آئی اے نے اپنے، نہ یہ کہا ”کہ ہمارے طیارے کم ہو گئے ہیں یا ہمارے پاس طیارے نہیں ہیں یا ہمارا کوئی اور مسئلہ ہے“۔ وہ اپنی flights مسلسل چلا رہی ہے۔ لیکن کوئی سے جیسے ہی دوسری air lines آئیں انہوں نے اپنی flights ختم کر دیں۔ اور اُسیں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کا جرودیہ ہے وہ صرف اور صرف بلوچستان کے ساتھ ہے۔ اب افغانستان اور ایران کیلئے بھی اپنی flights ختم کر دیں۔ تو پھر آپ کوئی انٹرنشنل ایئر پورٹ کی جگہ صرف کوئی بلوچستان ایئر پورٹ کر دیں۔ انٹرنشنل کا لفظ اُس سے نکال دیں۔ یا نیشنل ایئر پورٹ کر دیں۔ یہ ایک ایسی صورتحال ہے جس سے ہمارے تجارتی افراد اور ہمارے عام عوام متاثر ہو رہے ہیں۔ جس سے ہم سب متاثر ہو رہے ہیں۔ اور یہ ایک بہت ہی، اُسیں ایک word ہے ”سوئیلی ماں جیسا سلوک“۔ سوئیلا سلوک سے بھی زیادہ میں کہوں گی ایک ظلم ہے بلوچستان کے ساتھ۔ میری آپ سے request ہے آپ کے توسط سے تمام ایوان سے request ہے کہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ پی آئی اے کے جو لوگ ہیں یہ صرف قرارداد تک نہ رہا جائے۔ اُنکو یہاں بلا یا جائے۔ ان سے discuss کیا جائے۔ انکے جواہم ڈی ہے، وہ آکر ہمیں بتائیں۔ پچھلی دفعہ بھی ایک دو میکنیکل باتیں کر کے چلے گئے۔ مجھے سمجھنہیں آتی کہ ساری بلوچستان کیلئے ہیں۔ اور باقی ساری facilitation دوسرے صوبوں کیلئے ہیں۔ میں آج تک یہ بات نہیں کرتی۔ میں ہر چیز کو ہر تعصباً کو بالاتر ہو کر دیکھتی ہوں۔ لیکن میں حقیقتاً کہتی ہوں کہ ہمارے ساتھ بے انہماز یادتی اور ایک ظلم کی حد تک رو یہ رکھا جا رہا ہے۔ اور اس پر سنجیدگی سے میں کہتی ہوں تمام ممبرز کو اس

پر اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہیے اور اسکو منظور کرنا چاہیے۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی رحمت علی بلوچ صاحب۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: thank you sir! انہی باتوں کے تسلسل کو بڑھاتے ہوئے اس معزز ایوان کو میں یہ بتاتا چلوں آپکے توسط سے کہ جس طرح میدم نے تفصیل سے بتائی کیں۔ آج اگر ہم دیکھیں بلوچستان کی صورتحال، سب سے پہلے تو ڈریسر یہ ہے کہ امن و امان، ٹارگٹ کلگ، اغوا برائے تاداں، دوسری طرف آپ تمام شاہراہیں دیکھیں اندر وون بلوچستان، جو آپکے دار الحکومت کو ملاتی ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور جہاں تک NHA اور باقی جوادارے ہیں، جو سڑکوں کی تعمیر کرتے ہیں۔ بجائے یہ کہ یہ لوگوں کو سہولت فراہم کریں۔ ان لوگوں نے باقاعدہ ایک زحمت بنا دی ہے لوگوں کیلئے۔ ابھی آپ دیکھیں یہ جو روٹ ہے کوئی، سوراب، بسیمہ، ناگ، پنجگور، تربت، گوادر۔ بجائے انکو بنا دیں۔ FWO نے باقی تمام پرانی روڑز اُکھاڑ کر پھینک دیں۔ اور وہ بالکل ناکارہ اور موت کا کنوں بنی ہوئی ہیں۔ تمام funds shift ہوئے ملتان اور لاڑکانہ۔ جناب اسپیکر! 65 سالوں سے ہم چلاتے آرہے ہیں کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی، زیادتی نا انصافی۔ جس نے یہ بات کی ہے اُسکو پتا نہیں کونسے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ غدار کا سڑیفیکیٹ بھی دیا گیا ہے۔ اُنکو مختلف قسم کے نام اور القابات دیئے گئے ہیں۔ میں ایک بات واضح کروں جناب اسپیکر! جہاں تک حکمرانوں کے بالا دست طبقے کی بات آتی ہے تو وہ بلوچستان کی ترقی، بلوچستان میں تبدیلی کے بڑے نعرے اور دعوے کرتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے جو ڈکٹیٹر شپ رہی ہے۔ بلوچستان کے عوام نے، بلوچستان کے سیاسی جمہوری پارٹیوں نے، جمہوریت پند سوچ نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ لیکن پتا یہ چلا ہے کہ جب وہی پارٹیاں جو ملک گیر پارٹیاں، جو وفاق پرست پارٹیاں اپنے آپ کو کہتی ہیں وہ حکومت میں آ کر بلوچستان اور بلوچستان کے غریب اور پسماں نہ اس صوبے کو اور غریب عوام کو بھول جاتی ہیں۔ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے۔ جناب اسپیکر! گذلانی اور ساحل سمندر کو بنانے کیلئے ڈوڑیں لگی ہیں۔ لیکن یہاں لوگ بدمنی کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتے۔ اور ایک قومی ادارہ ہے جو اس نے بلوچستان کے عوام کے ساتھ ایک تعصباً، متضباً نہ رہیں اور کھا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بڑی زیادتی ہے۔ میں ابھی بھی اس floor پر admit کرتا ہوں کہ ہم اپنے ساحل اور سائل کا جمہوری اور سیاسی انداز میں تحفظ اور ہر forum پر دفاع کریں گے۔ لیکن PIA کا یہ مذاق ہمیں قطعاً قبل قبول نہیں ہے۔ آپ بحیثیت custodian آپ PIA کے جی ایم کو بولا میں کہ آپ نے ان درون بلوچستان کے تمام شہروں کی flights کینسل کر کے ملک کے باقی ان درونی شہروں سندھ، KPK اور پنجاب میں convert کئے

ہیں۔ لیکن یہ بدقسمت صوبہ جس میں، آپ دیکھیں PIA کا جوشیدول ہے اُسیں کلومیٹر زدیے گئے ہیں۔ کوئی نہ ٹو کراچی 292 کلومیٹر، کوئی نہ ٹو اسلام آباد 916 کلومیٹر۔ کوئی نہ ٹو لاہور 137 کلومیٹر۔ کوئی نہ ٹو پشاور 600 کلومیٹر۔ کراچی ٹو اسلام آباد 1143 کلومیٹر۔ اسی طرح باقی بلوچستان کی۔ کراچی ٹو گوادر 484 کلومیٹر۔ کراچی ٹو تربت 417 کلومیٹر۔ کراچی ٹو پنجور 750 کلومیٹر ہے۔ کوئی نہ ٹو ژوب 250 کلومیٹر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ رقبے کے حوالے سے دیکھیں تو سب سے بڑا صوبہ ہے۔ لیکن جان بوجھ کر اس کو بنیادی سہولیات سے محروم کیا جا رہا ہے۔ آپ نے ریلوے ٹرینیں یا ریلوے کی جو services تھیں۔ ژوب سے، اور الائی سے، والیندین وغیرہ سے۔ غرض کہ تمام علاقوں سے ختم کر دی گئی ہیں۔ اور PIA کی جو services تھیں۔ جناب اسپیکر! آپ دیکھیں پہلے daily basis پر کراچی اور کوئی کی جو flights تھیں۔ ابھی ان کو کم کر کے تین کرداری گئی ہیں۔ daily basis پر اسلام آباد کوئی، کوئی ٹو گوادر، کوئی ٹو تربت، کوئی ٹو پنجور، کوئی ٹو خضدار۔ پہلے وہی پڑا نے پسمندہ دور میں یہ تمام flights services بحال تھیں۔ لیکن آج آپ دیکھیں یہی جو تین فلاٹ کی daily basis پر چلائے جا رہے ہیں۔ ان پر بھی افیانے باقاعدہ طور پر قضا کیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! اب بھی آپ کمپیوٹر پر کوئی بھی check کریں۔ یہی تین flights میں پندرہ سیٹوں سے زیادہ کسی کو نہیں ملتی۔ یہاں مافیا بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ تمام سیٹوں کو بلاک کر دیتے ہیں۔ پچھلے میرے خیال میں ایک ہفتہ دس دنوں سے ہمارے ایک معزز رکن کو کراچی جانا ہے۔ سیٹ سارے بلاک ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ فلاٹ بھی کم کر دی ہیں۔ اور یہ رو یہ بھی روا رکھا ہے جونا قابل برداشت ہے۔ اس چیز کو قطعاً بحثیت عوامی نمائندہ کے، بحثیت صوبے کے ایک وکیل کے، جو اس forum پر اسکی میں وکالت کر رہا ہوں برداشت نہیں کروں گا میرے خیال میں یہ پورا Honorable House بیٹھا ہوا ہے۔ یہ اس بات پر میرا favour کرینگے کہ PIA کے اس ناجائز اور ناروا سلوك کے خلاف ہم ہر طرح کے احتجاج کیلئے تیار ہو جائیں آپ رولنگ دے دیں باقاعدہ طور پر جزوی میجر کو یہاں بلایا جائے۔ آیا وہاں کوئی technicalities ہیں کس طرح کے مسئلے ہیں؟ کہ اندر ورنی بلوچستان اور باہر ملکوں کی فلاٹ کوئی دوئی فلاٹ، کوئی نہ ٹیکنیکلیties ایران ان تمام کو بند کر دیا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صوبے کی پسمندگی کو دُور کرنے کیلئے کونسے اقدامات ہیں جن پر ہم مطمئن ہو جائیں؟ ایک تو صوبے میں غیر یقینی کیفیت غیر یقینی صورتحال اس طرح کا ایک رُخ اختیار کر چکی ہے ہم جیسے سیاسی پارٹی کے لوگ جاتے ہیں عوام کے پاس اُنکو ہم لوگوں پر یقین، trust ہی نہیں آتا۔ لیکن پھر بھی حکمران طبقہ، ہم لوگ ایکشن لڑ کر یہاں آئے ہیں۔ یہ ایکشن نہیں تھا یہ ایک civil war تھا۔ اس بات کو واضح

کرتے ہیں کہ ہم جی حضوری کیلئے نہیں آئے ہیں۔ ہم لوگ یہاں بنیادی change لانا چاہتے ہیں۔ ہمیں پچھلے ادوار کی طرح نالیاں، گلیاں، سینٹ نہیں کرنا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر ہم کہتے ہیں تو اپنے لوگوں کیلئے، اگر اپنی پسمندگی کی کوئی بات کرے، تو اسکو غدار قرار دیتے ہیں، یہ غداری بھی ہمیں قبول ہے۔ ہم اپنی پسمندگی اپنی لاوارثی اور اپنی لاچاری پر ہم floor کو عوامی مفاد کے حق میں utilize کریں گے اور کرتے رہئے، چاہے اس کیلئے ہمیں جو بھی قربانی دینا پڑے۔ جناب اسپیکر! یہ جو تمام اہم مسئلے ہیں۔ یہ جو ہم صورتحال ہے۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں PIA کی فلاٹ میں آپ کراچی سے لاہور جائیں یا کراچی سے اسلام آباد جائیں۔ مختلف packages ہیں۔ اگر آپ ایک ہفتہ پہلے تک لیتے ہیں اسکا الگ rate ہے یا ایک مہینہ پہلے لیتے ہیں اسکا الگ rate ہے۔ آپ دونوں پہلے لیتے ہیں یا اُسی دن within day لیتے ہیں اسکا الگ rate ہے۔ لیکن کوئیہ اور اندر ورنی بلوجستان کیلئے PIA کا ایک ہی rate ہے۔ چاہے آپ اُسی دن لے لیں۔ چاہے دو مہینے پہلے لے لیں۔ یہ ایک زیادتی اور ناصافی ہے۔ اس پر میں کہتا ہوں پورا House متفق ہے۔ آپ اس پر ایک strong رولنگ دے دیں۔ اسکے ساتھ ساتھ باقی جو ہماری recommendations تجاویز ہیں، میں یہ پیش کرتا ہوں کہ کوئیہ کراچی، کوئیہ لاہور اور کوئیہ اسلام آباد کیلئے کم از کم روزانہ دو flights ہوں۔ اور اندر ورنی بلوجستان، گواہنہ ہفتے میں تین flights آنے جانے کی، تربت کوئیہ۔ کوئیہ تربت، پنجگور ہفتے میں کم از کم تین flights آنے جانے کی ہونی چاہئیں۔ اور دلہن دین کوئیہ آنے جانے کی۔ کوئیہ خپدار۔ کوئیہ ٹراؤب۔ کراچی ٹراؤب۔ اسی طرح اندر ورنی بلوجستان، جتنے شہر ہیں جہاں ایر پورٹ ہے، وہ بند پڑے ہوئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ان تمام کوفوری طور پر بحال کر کے، لوگوں میں جو مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔ عوام میں جو مایوسی کی ایک لہر ہے، اُس کو کم کرنے کیلئے باقاعدہ طور پر یہ قومی ادارے اپنا کردار ادا کریں۔ اور especially وفاقی حکومت ان چیزوں کا نوٹس لے۔ آپ فوری طور پر اس پر رولنگ دیں اور باقاعدہ آج کے اجلاس میں اس رولنگ کی کاپی وفاقی حکومت اور PIA کو address کریں۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ ایک time fix کریں۔ تمام Hon'ble Members ہیں ہمارے منظر ہیں۔ ہمارے عوامی نمائندے اُنکو briefing دے دیں اور ان چیزوں کی جو کمی بیشی ہے اُنکا ذرا کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی اور ممبر بولنا چاہے گا؟

میر سرفراز احمد گٹھی: جناب اسپیکر! میں اس ایوان کے توسط سے ایک چیز آپکے knowledge میں نیشنل ایئر لائنز کی فلاٹس 2005ء سے پہلے روزانہ کی بنیاد پر سوئی اسلام آباد اور

اسلام آباد سوئی operate کرتی تھی۔ اور ڈیرہ بگٹی کیونکہ بہت دور دراز علاقہ ہے۔ اور وہاں سے اگر ہم کراچی جائیں تو تقریباً 800 یا 900 کلومیٹر پڑتا ہے۔ اسی طرح اسلام آباد 1300 یا 1400 کلومیٹر پڑتا ہے۔ تو وہ فلم 2005ء کے بعد سیکورٹی کے نام پر بند کردی گئی ہیں۔ تو میری اس ایوان کے توسط سے آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پورے بلوجستان کے PIA کے مسئلے ایمیں شامل ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر! ہمارے پارلیمانی لیڈر اس پر روشی اچھی طرح ڈال لیں گے۔ سب سے پہلے ہمارے معزز رکن عظیم بلیدی صاحب، جن کی ناگہانی موت واقع ہوئی ہے۔ ہم یہاں نہیں تھے۔ اس پر ہم اُنکے خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ڈعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے (آمین) اور اُنکے خاندان کو صبر عطا فرمائے۔ جناب اسپیکر! یہ بڑا لچک پ اور اچھا مقالہ ہے۔ یہ جو PIA کا مسئلہ ہے۔ آج سے تقریباً پندرہ سال پہلے جب ہم نیشنل اسمبلی میں تھے، اُس وقت جج کے اوقات میں کوئیہ اسلام آباد flight کینسل ہو جاتی تھی کہ جی کراچی سے، لاہور سے پہنچانا ہے۔ تو ہمیں اُس وقت لاہور via اسکو ایک عمل یہ ہوا کہ مستونگ میں محترمہ بین الیمنٹ کی افتتاح کرنے جا رہی تھیں۔ یہاں موسم خراب تھا تو کم از کم آدھا گھنٹہ ملک کی وزیر اعظم کی حیثیت سے وہ چکر کاٹتی رہیں۔ اُسکو اُترنے کیلئے alternate جگہ نہ ملی۔ تو پارلیمنٹ میں اُس وقت ہم نے ”توجہ دلاؤ نوں“ کی بنیاد پر اس پر اپنا home work کیا۔ آپکی شنید میں لاتے ہیں۔ آپکے ذریعے ایوان کے نوں میں لاتے ہیں کہ یہ سول ایوی ایشن کا اڈہ نہیں ہے، کوئی ایئر پورٹ اڈہ یہ ایئر فورس کا ہے۔ سول ایوی ایشن کا کوئی ایئر پورٹ ہے ہی نہیں۔ تو ہم نے یہ تجویز دی تھی کہ کوئی دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے یہاں ہر وقت خصوصیات کو لینڈنگ ہو نہیں سکتی۔ جبکہ special لاٹھ میں لگائے جائیں۔ چھوٹا جہاز تو آسکتا ہے۔ بڑا جہاز تو ابھی بھی کوئی ایئر پورٹ پر نہیں اُتر سکتا۔ ایک تو کوئی میں سول ایوی ایشن کا اڈہ بھی نہیں ہے۔ اور دوسرا کوئی alternate اڈہ بھی نہیں۔ جس طرح کراچی کا alternate اڈہ نواب شاہ ہے۔ لاہور کا سیالکوٹ ہے۔ اسی طرح ہم نے تجویز دی تھی پیشیں کی۔ جو 25 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں ایئر پورٹ بھی ہے۔ اسکا runway بھی ہے۔ تو اُس وقت ڈینیس منٹر میرانی صاحب نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا ”کہ 70 یا 80 کروڑ روپے کا ہمیں donor میل جائے۔ ہم alternate کا بھی بندوبست کریں گے۔ اور کوئی شہر کیلئے ہوائی اڈے کا بندوبست بھی کریں گے۔“ اُسکے بعد ڈیرہ غازیخان انٹرنشنل ایئر پورٹ بنا۔ سیالکوٹ کا بنا۔

لاہور میں بڑا میل بناسوائے اس صوبے کے، اسکو PIA اور رسول ایوی ایشن نے بھی ignore کیا۔ ہم آپکے توسط سے اس صوبے کے ساتھ جوزیادتی ہو رہی ہے۔ خواہ وہ defence کرے، PIA یا رسول ایوی ایشن۔ اسکا تدارک یہی اسمبلی سے ہو سکتا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں جو ہم لوگوں دوسرے صوبوں کو حاصل ہوں، وہ ہمیں بھی حاصل ہوں۔ جو انہوں نے flights cut پر flights گایا ہے۔ خواہ وہ اندرون بلوجستان ہو یا اندرون ملک ہو یا بین الاقوامی flights ہوں۔ انکو ایر جنسی بنیادوں پر واپس بحال کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ دوسرا جونز لہ ہم پر گرتا ہے پشتوں بلوج بچارے، حالات خراب نہیں تھے۔ امن بھائی چارہ تھا۔ تین ٹرینیں ہماری بند ہو گئیں۔ اب اسیں ایکسپریس، ایر جنسی والی کوئی نہ کراچی والی ایکسپریس لیں ٹرین چلی تھی۔ اسی طرح بہت ساری ایکسپریس ٹرینیں، پشتو نخوا اور کوئی کے درمیان چل رہی تھیں۔ ان سب کو بند کروایا گیا۔ اور یہ تو ذکر ہو گیا تفتان اور ہر نئی سبی ٹرین کا۔ تو آپ سے گزارش ہے ہم اسکے خلاف یا اسکی حمایت میں جو بھی ہم سے ہو سکے، جائز قانوناً، یہ جو ہمارے حقوق غصب ہو رہے ہیں۔ جس بھی طریقے سے ہو ہمیں اس ملک میں قومی برابری چاہئے۔ یہ ہمیں سکتا کہ پشتوں بلوج بچارے کیلئے ٹرین ہونے جہاز ہونے سڑک۔ بس اس پر خوش کرو کے ایک وطن پاکستان زندہ باد اور فلانے فلانے۔ ایسا کام نہیں چلے گا جناب اسپیکر! سڑکوں کا بھی یہ نہیں پتا چل رہا ہے کہ ہو کیا رہا ہے؟ دس سال، پندرہ پندرہ سال۔ جو طاقتور ترین ادارے ہیں FWO، NLC، جسین۔ اور فلانے فلانے۔ سب نے ٹھیک لئے ہیں۔ جو gound works، earthworks involve ہو جاتے ہیں پسیے بُور کے۔ بھی ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ فوجی بھی اسمیں NLC ہمارے سولین کی نہیں ہے۔ FWO سولین ادارہ نہیں ہے۔ مل ملا کے ابھی دس سال میں کوئی نہ کراچی، لوار الائی مختبر، ٹنگری، ژوب میر اعلیٰ خیل، ژوب دانہ سر، کچ ہر نئی اور ہر نئی سبی۔ یہ سڑکیں دس دس سال سے پڑی ہیں۔ ہمیں یہ پتا نہیں چل رہا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ NHA اسکا تو ایک با بوجا رہ بیٹھا ہوتا ہے۔ خواہ وہ اسلام آباد میں آپ بھادیں یا کوئی میں۔ اس بچارے کی کیا حیثیت ہے۔ اسکو وزیر اعظم، صدر صاحب، وزیر داخلہ اور جنرل صاحب ٹیلیفون کر لیتے ہیں کہ ادھر کا مال ادھر، ادھر کا مال ادھر۔ تو ابھی یہ مسئلہ چل رہا ہے۔ کہ ادھر کا مال تو ادھر ہو جاتا ہے۔ یہ ہماری سڑکوں کے فنڈز چلے جاتے ہیں۔ گیلانی صاحب ملتان لے گئے۔ فلاں ان کدھر لے گیا۔ لیکن ہم اسکے بھی خواہ شمند نہیں ہیں کہ ادھر کا مال ادھر ہو جائے۔ لیکن ہمیں اپنے حقوق، ہماری ٹرانسپورٹ خواہ وہ ریلوے کا، سڑک کا یا ہوائی کا ذریعہ ہو۔ ہم بھکاری نہیں کسی سے بھیک نہیں مانگتے ہیں لیکن اتنا بھی سرمایہ دار نہیں ہیں کہ ہم کو صرف اس پر چھوڑا جائے کہ جی آپ لوگ بس ہوائی سفر کیا کریں۔ آپ کیلئے سڑک ہے نہ آپکے لئے ریلوے۔

ریلوے بھی انہوں نے بند کر دی۔ بلکہ ملک کے صدر نے اعلان کیا کہ ٹوپ اور کوئٹہ پشاور کے درمیان ریلوے لائن ہم broad gage بنادیں گے۔ اسکے لئے ہم نے پچھلے دس سال سے محنت کی، سروے کیا تھا۔ یہ سروے کوئٹہ، پشاور اور ٹوپ تک تو تھا۔ ٹوپ کے بعد ٹانک۔ ٹانک ٹوپ ان پر کرنا پڑیگا۔ پشاور سے ٹانک تک کیونکہ چھوٹے narrow gage infrastructure کا یہ stations ہے۔ اسکے ہیں ٹوپ سے وہاں تک ایسا نہ ہو کہ ریلوے بن جائے اور وہ جلدی جلدی peanuts کے اُس پر، ٹوپ بوستان کو کسی بڑے ٹیکیدار کو دے کر اسکولوٹ لیں۔ ہمیں یہ ڈر ہے ایسا نہ ہو کہ کوئٹہ نفتان کے ساتھ بھی بھی معاملہ کریں۔ اور یہ سبی ہرنائی وہ بتا رہے تھے۔ جو سابقہ ہمارے D.S تھے۔

(اس موقع پر اپوزیشن والے واپس ایوان میں آگئے۔ ڈیک بجائے گئے)

مگسی صاحب۔ تو وہ کہہ رہا تھے ”کہ سیکورٹی“، میں نے کہا بھی! خدا کے بندے! یہاں سے لاہور تک سیکورٹی دے سکتے ہیں۔ کوئٹہ سے کراچی تک دے سکتے ہیں۔ کوئٹہ سے پشاور تک دے سکتے ہیں۔ یہ کوئی پانچ چھ سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ اور چھ سات bridges ہیں، انکو اگر establish کر دیں۔ تو کم از کم واحد ریلوے لائن ہے، جس پر صوبے کو اربوں روپے کا revenue آتا ہے۔ یہاں کوئلہ، میوہ جات اور سبزیوں کی transportation ہوا کرتی تھی۔ پتا نہیں کس دشمن کو دشمن کرنا چاہتا ہے۔ جناب والا! ابھی ہم سن رہے ہیں کہ کر کے، سبی اور ہرنائی کا رواجی، سیاسی اور قومی روابط کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ جناب والا! ابھی ہم سن رہے ہیں کہ جی! کاشغر کو گوادر سے ملانا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن کاشغر کو گوادر کے ساتھ ملانے میں پندرہ سال لگیں گے۔ یہ پشاور اور کوئٹہ ابھی ضروری تو نہیں ہے کہ پشوتوں بلوچ بیچارے۔ آپ اگر سیاسی کارکن نہ ہوں۔ آپ کسی سے پوچھ لیں بیٹک اُس نے BA کیا ہو، Master کیا ہو۔ کہ کوئٹہ اور پشاور کا فاصلہ کتنا ہے؟ وہ آپ کو بتا دیگا کہ اٹھارہ سو کلومیٹر۔ دو ہزار کلومیٹر۔ کیونکہ وہ بیچارہ پورے سندھ اور پنجاب سے چکر لگا کر پشاور جاتا ہے۔ بھائی پشاور اور کوئٹہ کو دانہ سر کے راستے۔ آپ ٹانک اور ٹوپ کے درمیان اسکو establish کر دیں۔ تو سات سو کلومیٹر فاصلہ ہے۔ ابھی جو تھوڑی بہت سڑک دانہ سر کی بنی ہوئی ہے۔ ہمارے پندرہ میں سال کی مختتوں اور مٹتوں کے بعد۔ ابھی اسلام آباد کوئٹہ زیادہ دس گھنٹے کا راستہ ہے۔ پشاور کوئٹہ by road، جب ساون میں معمولی سی بارش ہو جائے تو یہ سڑکیں بند ہو جاتی ہیں۔ ہزاروں ٹرک اسی میں پھنس جاتے ہیں۔ جس سے سبزی اور میوہ جات سڑک جاتے ہیں۔ یہی حال ہمارے ان سڑکوں کا ہے۔ تو یہ ہم دست بستہ request کرتے ہیں آپ کے ذریعے سے، اس ایوان کے ذریعے سے مرکزی حکومت سے۔ ابھی مرکزی

حکومت جب کا شغراور گواہ کے سعیں تو اسیں ہم اپنا بھی ڈال دیتے ہیں کہ جی! پتوں بلوچ کو تمام سندھ اور پنجاب کا چکر مت لگاؤیں۔ یا ہمارے فٹاٹ کے لوگ، پتوں نو کے لوگ، یہ سب پنجاب اور سندھ کا چکر لگا کر کوئی آتے ہیں۔ تو انکے لئے یہ shortest possible route available بھی اور feasible بھی ہے۔ اس کے لحاظ سے بھی improvement کی طرف لے جارہے ہیں۔ حضرت لوگ، ابھی تو اگر ریلوے پر ہم سفر نہیں کر سکیں گے۔ جب آپ ہمیں سڑک بنانا کرنیں دیں گے۔ اور ابھی ہوائی راستے بھی بند ہے۔ تو یہ بند ہونے کے اشارے ہیں کہ تین flights اندر وہی بند کرو چار انٹرنسٹشنل بند کرو دیں۔ تو اسیں مل بیٹھ کر ہم سب کو ہوم ورک کرنا ہو گا۔ وفا قی حکومت کو اس بات پر convince کرنا ہو گا کہ ہماری ٹرانسپورٹ کے ساتھ جو انکے ارادے ہیں۔ ہم یہ کسی صورت میں بھی نہیں مانیں گے جناب اپیکر! جاتے جاتے یاد آ گیا ہمارے چمیں میں دھشتگردی کا ایک واقعہ ہوا تھا، چمیں پنجھر ٹرین میں جس میں دو بیگناہ لوگ مرے اور کوئی پندرہ رخی ہوئے تھے۔ تو ہم مولانا صاحب سے request کریں گے۔ ان شہیدوں کیلئے بھی ایک دعا ہو جائے۔ آپکی بڑی مہربانی، نوازش۔

جناب ڈپٹی اپیکر: اپوزیشن میں کوئی اگر بولنا چاہے۔ جی بابت صاحب۔

جناب عبداللہ جان بابت: ہمارے سیکرٹری صاحب نے پتا نہیں یہ جو آج اس موضوع پر بات ہو رہی ہے۔ آیا اپیکر صاحب نے انکو بھی بلا یا ہے یا ہم ایسے، ہماری باتیں اُن تک ابھی پہنچ بھی نہیں پار رہی ہیں۔ کہ آج پی آئی اے کا کوئی نمائندہ تو ادھر ہونا چاہیے تھا۔ یا ہم نہیں بلا سکتے ہیں؟ اسیں کیا قانونی قدغن ہے؟ یعنی اگر وہ آ جاتے ہیں، ریلوے والے نیشنل ہائی وے والے تو پتا نہیں وہ ہمارے صوبے کو مانتے بھی ہیں یا نہیں۔ پی آئی اے والے ہیں یا دوسرے لوگ ہیں۔ جو مرکزی لوگ ہیں انکو بھی یہاں آنا چاہیے۔ کیونکہ یہاں انکے officers ہیں۔ جو ہماری بات ہے وہ ایسی پہنچی چاہیے کہ وہ خود بھی حاضر ہوا کریں۔ اب امن و امان پر بھی بات ہوتی ہے تو بھی انکے جو بڑے ہیں، وہ نہیں ہوتے ہیں۔ آج تو آئی جی ایف سی کا آدمی ہونا چاہیے تھا۔ یا یہاں آئی جی پولیس کو ہونا چاہیے تھا۔ کوئی نہیں ہے۔ ہم لوگ ایسے لگے ہوئے ہیں۔ ابھی مسئلہ جو راحیلہ درانی صاحب نے کہا۔ یہ تو واقعتاً یہی پوزیشن ہے۔ لوگ ہفتواں ہفتواں بیٹھے رہتے ہیں انکو flights ملتیں۔ مختصرًا۔ اور یہاں سے اسلام آباد، لاہور یا کراچی۔ تو اُس رات ہم لوگ اسلام آباد جا رہے تھے۔ تو بارہ بجے ہم اسلام آباد پہنچے۔ یہ پوزیشن تو نہیں ہونی چاہیے۔ اب اصل مسئلہ کیمپنیکیشن کا ہے۔ نیشنل ہائی وے والے

تو ہمارے صوبے میں پانہیں انکو کوئی پوچھنے والا بھی ہے یا نہیں؟ انکے جو کام ہیں وہ اتنے قص ہیں۔ ابھی آپ نیشنل ہائی وے والوں سے پوچھیں کہ آپ کے پاس کوئی مشینری ہے، یا آپ کی کوئی لیبر ہے؟ ابھی ہماری تمام روڈ ز جوانہوں نے لئے ہیں۔ ان پر جو گینگ ہے۔ یا انکی جو repair ہے کناروں کی۔ وہ تو ہمارے B&R والوں کے ذمے ہیں۔ ایک جگہ اگر ٹوٹی ہے تو مہینوں تک نہیں بنتی۔ رہاریلوے کا مسئلہ، ریلوے تو بالکل ابھی ہر نائی سبی والی لائن جوڑا کٹر صاحب نے ذکر کیا۔ یہ اتنی بہترین اور آمدن والی ہے۔ مجھے معلومات ہیں ریلوے کے حوالے سے۔ ہر نائی، خوست، شاہرگ او رنک سے جو ریلوے چلتی تھی اسکی آمدن پاکستان کی تمام ریلوے سے زیادہ تھی۔ ابھی جو اسکے کچھ bridges گر گئے ہیں۔ اور وہاں جو پڑھی ہے، وہ بھی لوگ لے جا رہے ہیں۔ یعنی اسکا پوچھنے والا، ہماری صوبائی حکومت کا نہیں یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے۔ وہ تو اسکی رکھوائی نہیں کر رہی ہے۔ اور وہاں کے جو اتنے بہترین جیسے لندن کے اسٹیشن تھے۔ میں نے لندن میں ریل میں سفر کیا ہے۔ ہمارے اور اُنکے like بالکل ایک قسم کے اسٹیشن تھے۔ اب وہ تمام اسٹیشن تباہ ہو رہے ہیں۔ وہاں ریلوے کے جو چوکیدار تھے انکو ختم کر دیا۔ اور اسٹیشن ایسے پڑے ہوئے ہیں وہاں ان کی جو عمر تھیں ہیں ان کی چیزیں بھی لوگ اکھیڑ کر لے جا رہے ہیں۔ تو یہ ہمارا بہت نقصان ہے۔ تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ انکو بھی حاضر کیا کریں۔ پی آئی اے کا تو ہے۔ وہ ہمارے لئے تو اتنی مشکلات نہیں ہیں۔ دوسروں کیلئے بڑی مشکلات ہیں۔ پی آئی اے کے حوالے سے رحمت صاحب نے جو باتیں کیں، میں مکمل اسکے ساتھ ہوں۔ کہ بھائی ریلوے کا ٹکٹ ملتا ہے نہ دوسرے کا۔ اور یہ route ابھی اچانک ایم جنسی ہو جائے، کوئی مریض ہو۔ تو اسکو آپ کیسے کراچی پہنچائیں گے؟ یا لا ہور یا اسلام آباد؟ تو پی آئی اے کی حالت بھی بہت خراب ہے۔ اور میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں کہ واپڈا والوں کو پابند کریں۔ ہم اس پر بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آج واپڈا والے آر ہے ہیں۔

جناب عبید اللہ جان بابت: وہ تو ابھی آر ہے ہیں جب ہم نے بلا یا ہے وہ آ کر کے اسمبلی میں بیٹھیں نا۔ ہمارے روزانہ کے مسائل ہیں۔ ہم point of order subject ہے۔ بابت لالہ! اس پر یہ ہے کہ آپ قرارداد پیش نہیں آج ریلوے کا کوئی آدمی آیا ہے یا نہیں۔ پی آئی اے کا کوئی آیا ہے؟ نہیں آیا ہے انکو پابند کریں کہ وہ آ جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بہت مہربانی۔ یہ فیڈرل subject ہے۔ بابت لالہ! اس پر یہ ہے کہ آپ قرارداد پیش کر کے، انکو قرارداد بھیج سکتے ہیں اپنے سارے مسئلے کی۔ باقی سیکرٹری صاحب! ان کو پابند کریں جتنے آفیسرز

ہیں، وہ اسمبلی کی کارروائی میں موجود ہیں۔ جی نواب صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جو گیزئی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اپسیکر! سب سے پہلے تو میں یہاں آپ کا کماغذ اور کنٹرول اس House میں مضبوط ہونا چاہیے۔

جب یہ مضبوط ہوگا، تو یہ House smoothly چلے گا۔ اور ہماری یہ خواہش ہے کہ عوام نے ہمیں دیا ہے اور اس mandate ہونا چاہیے۔ تو یہ ایک مثالی House ہونا چاہیے۔ یہاں نمائندوں کی کارکردگی اگر پورے پاکستان اور دوسرے صوبوں سے compare کیا جائے تو وہ کارکردگی ایک مثالی کارکردگی ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہمارا ایک قبائلی صوبہ ہے۔ ہماری اپنی راویات بھی ہیں۔ ہمیں اپنے آپ میں بروڈا شت اور spirit پیدا کرنا ہوگا۔ ٹھیک ہے اجلاس کے دوران ایسے مسائل پیدا ہو گے۔ لیکن اس پر کنٹرول اُسکو قابو کرنا اس Chair کی ذمہ داری بنتی ہے۔ میں مشکور ہوں جعفر خان اور سردار صاحب کا کہ انہوں نے اپوزیشن کے ساتھیوں کو لیڈر آف اپوزیشن کو منا کے والپس اس House میں لائے ہیں۔ کیونکہ یہ اس House کی ایک رونق ہے۔ اور میں خود سمجھتا ہوں کہ جہاں اپوزیشن strong ہو گی اتنی ہی ہمارے ٹریئزری پیپرز کی performance اچھی رہیگی۔ ہمیں اپنے میں بروڈا شت کا مادہ پیدا کرنا ہوگا۔ الفاظ، جو ہمیں اجازت دیتے ہیں یہاں، وہ الفاظ ہمیں ادا کرنے چاہئیں۔ اور جو تحریک پیش ہوئی آج پی آئی اے کے متعلق۔ میں صرف، کیونکہ repetition میں نہیں چاہتا ہوں۔ رحمت بھائی نے اس پر تفصیلی اور راجحہ بی بی نے بھی اس پر بات کی۔ ہمیں افسوس ہے کہ ایک یونٹ کے ہوتے ہوئے، ہمارا ایک صوبہ ہے۔ لیکن جب ہم کراچی سے flight لیتے ہیں۔ تو وہاں announcement ہوتی ہے کہ اسلام آباد جاتے ہوئے ہم کوئی رُکیں گے۔ یا پھر اسلام آباد سے جب flight آتی ہے کراچی کیلئے۔ تو کہتے ہیں کہ ہم کراچی جاتے ہوئے کوئی رُکیں گے۔ یعنی اسکا مقصد یہ ہے کہ فلانی جگہ میں جا رہا ہوں گاڑی میں، اگر آپ نے ساتھ چلانا ہے تو آپ کو لے جا کے اتار لیں گے۔ یعنی اپنے صوبے کے نام پر، کوئی flight نہیں ہے۔ جب میں 93ء میں ایم این اے تھا، پھر 2003ء میں میں سینیٹر بننا۔ اُس وقت سے یہ مسئلہ چلا آ رہا ہے۔ ہر روز ہم ایئر پورٹ جاتے تھے۔ یا پھر کبھی ہم جا کے لا ہو ر اور وہاں فلانٹ لیتے تھے۔ تو یہ سراسرنا انصافی ہے اس صوبے کے ساتھ۔ بہر حال ہم M.G. اور جو متعلقہ آفیسر ان ہیں انکو بلا جائے۔ number scoring کیلئے ادھر ہم کھڑے ہو کر باقیں کرتے ہیں۔ اور اخبار کی زینت بنتی ہے۔ کہ ہم اپنے کارکنوں کو، اپنے حلقوں کے ووٹز کو مطمئن کرنے کیلئے ہم نے یہ بات کی۔

لیکن ہم نے یہ بات کہہ کر کہاں تک پہنچائی؟ اس پر غور ہونا چاہیے۔ آپکے توسط سے جو متعلقہ آفیسران ہیں انکو بلایا جائے اور اُس پرختی سے یعنی یہ genuine ہمارے جائز مطالبات ہیں۔ یہ ان سے مناؤں میں۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی جعفر خان صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: شکریہ جناب اپسیکر! آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے اپوزیشن کے بھائیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں دوبارہ اسمبلی میں آنے کا اور انکا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ کہ ہمارے کہنے پر وہ والپس آگئے۔ اور آج جو اسمبلی میں منظر دیکھنے کو آیا۔ اُس پر افسوس بھی کرتا ہوں۔ directly میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کی ایک روایت رہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی اچھی بھائی بندی سے چلے۔ اسمبلی میں ٹریزیری پیپلز کو بھی بولنے کا حق ہے اور اپوزیشن کو بھی۔ اپوزیشن ایک لازمی حصہ ہے۔ لہذا دونوں کو اس چیز کی برداشت کرنا ہوگی ورنہ اسمبلی کی روق نہیں رہیگی۔ یا پھر لڑائیاں ہوتی رہیں گی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ جب حکومت والے بول رہے ہوتے ہیں، انکو برداشت کرنا چاہیے۔ جب وہ بول رہے ہوتے ہیں پھر ہم لوگوں کو حکومت کو برداشت کرنی چاہیے۔ کہ وہ point of view میں ہم لوگ ہمیشہ بولتے رہے ہیں۔ بہر حال آج جو انسو سماں واقعہ ہوا ہے وہ تو اچھا ہے کہ آپ نے کارروائی سے حذف کیا ہے۔ بہر حال وہ ہماری روایات سے بھی اور اسمبلی کی کارروائی سے بھی ہٹ کر کے تھا۔ اور وہ قبل افسوس تھا۔ میں سمجھتا ہوں اسکو دوبارہ repeat کرتا ہوں یا نہیں۔ اپوزیشن، ٹریزیری سے agree کرتی ہے۔ یا ٹریزیری، اپوزیشن سے۔ وہ مرضی ہے حکومت کی کہ حکومت کس چیز سے کرتی ہے۔ یا اپوزیشن کی اپنی مرضی ہے۔ لیکن جو direct talks اور ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہوئی ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسکو دوبارہ repeat کرنے کی بات سننے چاہیے۔ اہنے ماننا وہ اپنی جگہ پر ایک الگ سوال ہے۔ کہ آپکے point سے میں agree کرتا ہوں یا نہیں۔ اپوزیشن، ٹریزیری سے agree کرتی ہے۔ یا ٹریزیری، اپوزیشن سے۔ اس دن ہم لوگوں نے 24 تاریخ کیلئے مشورے سے رکھی تھی۔ لیکن آج چونکہ پرائم منٹر صاحب آرہے تھے۔ چیف منٹر صاحب ادھر گئے ہوئے ہیں۔ اور تمام جو law and order کی قرارداد concerned officers کیلئے مشورے سے رکھی تھی۔ لیکن آج چونکہ پرائم منٹر صاحب آرہے تھے۔ senior law and order کے ساتھ پریم منٹر صاحب ادھر موجود ہوئے۔ اس next session کیلئے اگر آپ

آپ اسکو خر کر دیں تاکہ جو سننے والے ہیں وہ یہاں موجود ہوں۔ اور PIA کے متعلق جو قرارداد آئی ہے، اُسکی ہم support کرتے ہیں۔ PIA واقعی انتہائی۔ اس اسمبلی میں آکر کے انہوں نے کمیٹی کے سامنے بھی دیں، سیکرٹری صاحب اور کچھ ممبر زمین میں موجود تھے۔ میں خود اسیں موجود تھا۔ سردار اسلام assurances بزنجوبھی شاید اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے ”کہ ہم لوگ اسکے اوپر کوئی کارروائی کریں گے“ لیکن کراچی پاکستان level پر واپس لایا گیا نہ flights routine کی برابر کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں یہ قرارداد حقیقی معنوں میں صحیح ہے۔ اُسکی ہم حمایت کرتے ہیں۔ فی الحال اسکو قرارداد کی shape میں آپ پاس کر لیں، پھر اسمبلی میں دوبارہ اگر اس پر کوئی وہ نہیں ہوتا ہے تو چیف منٹر اور حکومت بلوج چنان اسکو pursue کریں۔ کہ بھئی! یہ یہ چیزیں اسمبلی میں بھی آئی ہیں اور متفقہ طور پر ایک قرارداد کی شکل میں پاس ہوئی ہیں۔ تو ہذا PIA بھی اس پر تھوڑی توجہ دے دے اور اس کوئی کو اور بلوج چنان کو بھی ملک کا حصہ سمجھے۔ اور ایک یہ کمیٹیوں کی ایک list ہوئی گئی ہے۔ آج حقیقتاً یہ میرے سامنے تو بھی آئی ہے۔ اور چیف منٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔ یہ table ہوئی ہے۔ اسکو بھی اگر، میں سمجھتا ہوں کہ مشاورت سے پیش کیا جائے تو بہتر ہے۔ اچھا اچھا، وہ جو مجوزہ ہے وہ تو پھر ٹھیک ہے۔ مجوزہ ہے اسیں تو پھر کوئی مذائقہ نہیں۔ جیسے زیارت وال صاحب بتا رہے ہیں۔ وہ مجوزہ ہے۔ وہ ٹھیک ہے ایک تجویز انہوں نے رکھی ہے اسمبلی کے اسیں۔ اسیں پھر بیٹھ کر کے اسکو بھی، اپوزیشن کو بھی بٹھا کر کے اور اپنی جو سیاسی parties ہیں، انکے سربراہان اسیں بیٹھ جائیں۔ اور ایک مشترکہ ترتیب سے یہ کمیٹیاں بنائی جائیں۔ بلکہ کمیٹیاں کم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو زیادہ بھی کرنا چاہیے۔ ایک ایک کمیٹی میں آپ نے پندرہ پندرہ، میں بھی ڈالے ہوئے ہیں وہ کدھر اسکو وہ کر سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں of number of committees بھی زیادہ ہونے چاہئیں۔ اور اسکے جو ممبر ہیں۔ یا انکے اوپر پھر چیزیں ہیں وہ مشاورت سے۔ جیسے نیشنل اسمبلی اور سینٹ میں ہوتا ہے۔ اُسکی ایک ترتیب، اُسی ترتیب سے اسکو بھی آنا چاہیے۔ اور number of committees میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ضرورت ہے۔ صوبہ بڑھ گیا ہے۔ بجٹ دوسوار ب تک ہمارا پہنچ گیا ہے۔ یہ جب تین ارب کا بجٹ ہوتا تھا دس ارب کا بجٹ ہوتا تھا اس وقت بھی یہی committees تھیں۔ آج اگر آپ نیشنل اسمبلی اور سینٹ کی دیکھ لیں جو انکی کمیٹیوں کی تعداد ہے انکے مقابله میں ہماری تونہ ہونے کے برابر ہیں۔ تو دونوں چیزوں کے لئے میری تجویز یہ ہے۔ جو list اپیش کی گئی ہے کہ کون کو نے رکن کہاں کار آمد ہوتے ہیں۔ مشاورت سے وہ list بھی طے کی جائے۔ اور number of committees بھی زیادہ کیجئے جائیں۔ Thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی جناب۔ اسمیں یہ ہے کہ کمیٹیز کی جو آپکو list ادی گئی ہے اسمیں جو جس ڈیپارٹمنٹ میں interested ہے، وہ اپنا نام اور choice دے سکتا ہے۔ پھر اسمیں adjust کر لینے۔ اور کمیٹیاں بڑھانے کیلئے پارلیمانی لیڈروں سے ایک میٹنگ کر کے اسکو بھی سیکرٹری صاحب ازیرغور لا کیں۔ تاکہ اسکو بڑھائے جاسکیں۔ اور دوسری بات جعفر خان صاحب نے کہی کہ یہ جو آپس میں بات کرنا اسمبلی میں یہ rules میں نہیں ہے۔ یہاں آج یہ ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ Chair کو بالکل نہیں سن رہے تھے۔ تو آئندہ مہربانی کر کے اس طرح یہ چیزیں نہ دھرا کیں تاکہ Chair مجبور نہ ہو جائے کہ وہ کوئی سخت action لیں۔ باقی اپوزیشن والوں سے کہ وہ جس چیز پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اُسکے لئے کوئی اپنا written table کرنا چاہتے ہیں تو اگلی کارروائی میں رکھ دینے کے تاکہ اُس پر بحث ہو سکے۔ جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلم بزنجو: جناب اسپیکر! شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ خان صاحب کی بات کو میں آگے بڑھاتا ہوں۔ ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اپوزیشن لیڈر کا اور اپنے دوستوں کا کہ انہوں نے ہماری عزت کی اور دوبارہ اسمبلی میں تشریف لائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن اور ٹریزیری پیپر یہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم اور ملزم ہیں۔ اور یہ جو صوبے کی روایت ہے جو ایک دوسرے کو برداشت کرنا اس اسمبلی کی روایت ہے۔ اُمید ہے کہ آئندہ اسکو مد نظر رکھ کر اس روایت کو بحال کیا جائیگا۔ بات ہوئی تھی law and order کے حوالے سے جو تحریک التوا ہے۔ جیسے جعفر خان نے فرمایا کہ آج وزیر اعلیٰ صاحب بھی نہیں ہیں اور ہمارے متعلقہ جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کے آفسران ہیں، آئی جی وہ بھی نہیں ہیں۔ اسلئے ہم کہتے اسکو وزیر اعلیٰ کے آنے کے بعد اس پر بحث کریں۔ کمیٹیوں کی بات ہے۔ جو کمیٹیوں کی list ابھی ہمارے مالکے پر ہمیں بھائی زیارت والے دی۔ ہمارے کسی کی table پر نہیں تھی۔ ہمارے جو دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو کمیٹیوں کی انہوں نے list بنائی ہے اپنی مرنسی سے۔ اسکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پارلیمانی لیڈر ان اور اپوزیشن لیڈر کو اعتماد میں لیکر وہ list بناتے۔ ابھی اسپیکر صاحب! اپنی مرنسی سے list بنانا کر بھیج دیتے ہیں۔ یا سیکرٹری صاحب list بنانا کر بھیجتے ہیں اسکو ہم کسی صورت میں بھی نہیں مانتے ہیں۔ لہذا یہ کمیٹیوں کی جو list جو ہانسبرگ delegation جارہا ہے۔ اس پہلے اجلاس میں بھی میں نے اس پر بولا تھا۔ جیسے ابھی ایک delegation جو ہانسبرگ جارہا ہے۔ اس پر بھی ہمارے ساتھ کوئی مشاورت نہیں کی تھی۔ اس دن اسپیکر صاحب! آج چونکہ وہ ادھرنہیں ہیں۔ اُس نے مجھے بتایا تھا کہ نہیں جی، ہم آپ لوگوں کو مطمئن کریں گے۔ کوئی مطمئن نہیں ہے اپنی مرنسی سے۔ اپنے اسٹاف کو لے کر گئے

ہیں۔ وزیر بھی لگا دیئے ہیں۔ اب کل انہوں نے بھیجا ہے وزیر اعلیٰ صاحب کو۔ انکو چاہیے یہ تھا کہ وہ ہمارے پارلیمانی لیڈروں کے دوست ہیں۔ اپوزیشن کا، اپوزیشن لیڈر ہے۔ ہر پارٹی کا پارلیمانی لیڈر یہاں موجود ہے۔ ان سے مشاورت کر کے لست بنانے کر بھجتا۔ اُس نے اپنی مرضی سے بنانے کر بھیجا ہے۔ حتیٰ کہ سردار شاء اللہ زہری، جو مسلم لیگ کا پارلیمانی لیڈر ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق اُسکو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اُسکی وجہ سے وہ اپسیکر بنا بیٹھا ہے۔ ورنہ ہمیں تو پتا ہے کہ مرکزی قیادت اُسکے اپسیکر اور یہاں آنے پر خوش نہیں تھی۔ وہ تو سردار شاء اللہ کی مہربانی تھی۔ اور اُسکو بھی اُس نے اعتماد میں نہیں لیا۔ زیارت وال اور مولانا واسع صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ سے کل میں نے پوچھا۔ اُسکو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ لہذا ہم especially اس پر شدید احتجاج کرتے ہیں۔ اور اپسیکر کا جو رو یہ ہے اس طرح اگر وہ اپنی مرضی سے من مانی کرتا رہے اُسکی ہم اُسکو جائز نہیں دینے گے۔ اور دوسری بات۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک اپسیکر نہیں ہے۔ جو شاف سے، اسمبلی کے عملے سے جو مجھے پتا چل رہا ہے۔ وہاں ایک بندہ ہے پوسٹنگ بھی وہی کرتا ہے ٹرانسفریں بھی وہی کرتا ہے۔ لٹھین بھی وہی بناتا ہے۔ یہ عجیب اسمبلی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! Rule Number 44 کے تحت اسمبلی کا کوئی ملازم ہو یا کوئی اور اسمبلی کے یہاں بات نہیں کر سکتے۔ اپسیکر کے چیئرمیں آپ اُسکو باقاعدہ written میں یامینٹنگ میں۔ سردار محمد اسلم بزنجو: لیکن چیئرمیں آپ اسکو پتا تھا کہ یہ مسئلہ پھر اسمبلی میں پیش ہو گا اس لئے وہ اسمبلی نہیں آئے۔ اور آپ کو اس نے Chair دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے معاملات آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ بہت اہم اجلاس ہے Common Wealth کا۔ اُسیں چاہیے یہ تھا کہ اچھے جو سینٹر بندے تھے انکو ساتھ لیتے۔ ہمارے میڈیا کے ایک دو دوست کو بھی ساتھ لیجاتے۔ ابھی انہوں نے جیسے نام دیئے پتا نہیں کون ہیں؟ میڈیا کا ایک آدمی نہیں ہے۔ اسمبلی کا کوئی بھی ممبر نہیں ہے۔ ہمارے کسی پارلیمانی لیڈر کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے۔ اس طرح صاحب یہ اسمبلی نہیں چلے گی۔ اس طرح کمیٹیاں بھی نہیں بنیں گی۔ ابھی جوانہوں نے کمیٹیوں کی لست بھیجی ہے اپنی مرضی سے۔ اس پر ہمارے بالکل تفہظات ہیں۔ اس پر ہم احتجاج بھی کرتے ہیں۔ اور میں اپنے پارلیمانی لیڈروں سے گزارش کرتا ہوں جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، انکو چاہیے کہ وہ اس پر کم از کم اس طرح کے ڈھنڈے کرنے نہیں دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Rule Number 44 کے تحت اسمبلی کے جو اسپیکر ہے یا اُسکے ملازم ہیں، انکو اسمبلی چیئرمیں written یا آپ بات کر سکتے ہیں۔ یہاں اسمبلی کے اندر اسکو آپ discuss نہیں کر سکتے۔

جی دمڑ صاحب۔

حاجی گل محمد خان دمڑ: جناب اسپیکر صاحب! جو قرارداد PIA کے بارے میں پیش ہوئی ہے، اسیمیں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ اور بلوجستان سے واقعی سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ کئی flights یہاں آرہی تھیں۔ کئی علاقوں میں بند کی گئی ہیں۔ حالانکہ آپ پنجاب چلے جائیں۔ رحیم پارخان وہاں چھوٹا سا علاقہ ہے۔ کوئی پرواز آرہی ہے کوئی جارہی ہے یا وہی جو ہمارے نواب صاحب نے کہا کہ اسلام آباد سے جب آتے ہیں تو وہ یہی اعلان کرتے ہیں کہ ہم وہاں کوئی اُتریں گے۔ کوئی سے پھر کراچی جائیں گے۔ کراچی سے جب آئیں گے۔ پھر وہ یہاں اعلان کرتے ہیں کہ کوئی اُتریں گے یہاں سے پھر اسلام آباد جائیں گے۔ تو اسی میں واقعی بلوجستان کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ صرف PIA نہیں ہے اس کے علاوہ بھی ہمارے ساتھ ہر وقت یہی کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دمڑ صاحب! اذان ہو رہی ہے۔
(خاموشی۔ ظہر کی اذان)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی دمڑ صاحب۔
حاجی گل محمد خان دمڑ: اور اسکے علاوہ جو پی آئی اے کا کرایہ ہے وہ تو میرے خیال میں جو بھی بڑھایا گیا ہے کوئی بھی آدمی اس میں سفر کرنے کا پہلے وہ سوچے گا کہ میں پی آئی اے میں سفر کروں یا نہ کروں کرایہ اتنا زیادہ ہو گیا ہے۔ تو اس پر بھی پی آئی اے والوں کو نظر ثانی کرنی چاہیے اور یہ جو قرارداد ہے ہم مکمل اسکو support کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی یا سمین بی بی! آپ بات کریں۔
محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: ڈسیم اللہ الرحمن الرّحیم۔ جس طرح جعفر خان مندوخیل صاحب نے کہا، سب سے پہلے تو میں انکی بات کی مکمل طور پر حمایت کرتی ہوں کیونکہ آج چھیجہ اجلاس شروع ہوتے ہی جو منظرا نامہ دیکھنے کو ملا۔ تو اسی میں بہت ہی میں respect کرتی ہوں مولوی عبدالواسع صاحب کی اور انکی team کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ being a Muslim ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے، جہاں تک میری knowledge ہے۔ بیشک وہ اتنی زیادہ نہیں ہے۔ کم knowledge رکھتے ہوئے بھی میں سمجھتی ہوں کہ اسلام بھائی چارے کا نہ ہب ہے۔ اور ہم اپنے views کو impose نہیں کر سکتے۔ دعاۓ مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ جانے والے کے لئے آپ مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔ تاکہ اُسکو ثواب ملے۔ کسی کا دل نہیں

چاہ رہا۔ تو اب زبردستی انکو مجبور کر رہے ہیں کہ آپ ہاتھ اٹھائیں۔ ٹھیک ہے وہ ہاتھ تو آپ کی خاطر اٹھائیں گے۔ لیکن یہ ہے کہ شاید وہ مغفرت والا جو objective ہے وہ حاصل نہیں ہوگا۔ تو اگر آپ کا دل چاہ رہا ہے آپ بھلے دعائے مغفرت کر لیں۔ لیکن یہ ہے کہ زبردستی کسی کے ساتھ کرنا میرے خیال میں نہ یہ اسلام میں ہے اور نہ یہ بحیثیت مسلم ہمیں اسکا allow ہے کہ ہم دوسرے کے ساتھ زبردستی کریں۔ پھر یہ ہے کہ اسمبلی کا اپنا ایک decorum ہے اور maintain ہمیں یہ اُسکو بھی ہمیں رکھنا ہوتا ہے۔ یہاں جتنے بھی ہمارے معزز ممبران ہیں، ہم سب کا وقت زیادہ قیمتی ہے۔ یہاں جس طرح سے ہم نمائندگی کرتے ہیں، یہ نہیں کہ اپوزیشن ہے، حکومت ہے۔ تو ہم نے خواجہ اکرم کی چیز میں روڑے اٹکانے ہیں اور اخبارات کی زینت بنانا ہے۔ تو اس چیز پر اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے یا اس چیز پر جو حکومت نے مخالفت کی ہے۔ ہمیں friendly اپوزیشن کا حکومت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ جو عوامی مسائل ہیں، مشکلات ہیں۔ کیونکہ بلوچستان اس وقت جل رہا ہے۔ ہمارے مسائل ہماری مشکلات اتنی زیادہ ہیں کہ میں صحیح ہوں اگر وہ daily بنیادوں پر یہاں اسمبلی میں ہم ان مسائل اور مشکلات کو explain اور express کریں۔ تو شاید یہاں اپنے اجلاس ہمیں کم پڑ جائیں۔ اور لوگوں کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے میں شاید ہم کامیاب نہ ہوں۔ اگر یہی سلسلہ رہا تو یہاں بات اب ہو رہی ہے پی آئی اے کی۔ میں صحیح ہوں کہ حکومت کا جو یہ مختصر period ہے۔ جتنے بھی اجلاس یہاں ہوئے ہیں۔ جو میں نے دیکھا ہے سب سے زیادہ متاثر federal subjects ہیں۔ یا جو وفاق کے زمرے میں آتے ہیں۔ اُنکے جو domain میں آتے ہیں۔ وہ ہمارے مسائل جوں کے توں ہیں۔ یا تو یہاں ہم بحث کر رہے ہوتے ہیں واپٹا کی performance پر۔ کہ آج اکیسویں صدی ہے۔ لوگ روشنیوں میں رہ رہے ہیں۔ ہم ابھی تک اندر ہیوں میں زندگی بس رکر رہے ہیں۔ یا یہاں این ایجاد کی بات ہوتی ہے۔ یا یہاں جو بنیادی سہولیات ہیں مطلب گیس کے ہوالے سے بات چیت ہوتی رہی ہیں۔ اور ابھی جو ہے پی آئی اے کے بارے میں یہاں discuss ہوا ہے۔ تو میں صحیح ہوں کہ یہ مسائل اور مشکلات اس وقت حل ہوں گی جیسے عبدالرحیم زیاتوال صاحب نے اُس دن اپنی speech میں کہا کہ اسٹیبلشمنٹ کا ابھی تک تبدیل نہیں ہوا Balochistan towards mind set。 جب تک وفاق اسٹیبلشمنٹ اپنے mind set کو تبدیل نہیں کرے گے۔ جب تک وہ flexibility نہیں لے کر آئیں گے بلوچستان کے ہوالے سے۔ اس وقت تک، اس سے پچھلی حکومتوں میں بھی قراردادیں آتی رہیں۔ منظور بھی ہوتی رہیں۔ پتا نہیں کسی ردی کی ٹوکری میں انکو پھینکا گیا۔ آج تک ہم نے نہیں دیکھا کہ ان پر کوئی عملدرآمد ہوا ہے۔

اب بھی یہی خوف ہے۔ لیکن ہم یہ ہونے نہیں دیں گے۔ ہمیں خدا شہ ہے کہ یہ قرارداد میں اسی طرح سے لیتے رہیں گے۔ اور ہم یہاں آ کر قرارداد پیش کرتے رہیں گے۔ لیکن یہ میرے خیال میں کان کھول کر سن لیں۔ جو یہاں اس ملک کو چلانے والے ہیں، اسٹیلمٹ یا وفاق۔ یہ بات تو طے ہے کہ یہاں جو ابھی حکومت بنی ہے۔ وہ ایک نظریاتی، لوگوں پر ایک مشتمل حکومت بنی ہے۔ ہم اس طرح سے نہیں ہونے دیں گے جیسے کہ پچھلے ادوار میں ہوتا رہا ہے۔ کیونکہ نیت۔ ہم کہتے ہیں کہ بھتی وفاق کی نیت بدلتی ہے۔ نیت کوئی دکھنے والی visible چیز نہیں ہے یا کوئی مادہ نہیں ہے۔ کہ جو جگہ گھیرے اور نظر آئے۔ نیت محسوس ہونے والی چیز ہے۔ یہ محسوس ہم اس وقت کریں گے جب آپکی policies جب آپکی planning ہے۔ جب آپکی یہاں بلوچستان کے حوالے سے جوڑ و پلمنٹ کا جو process ہے وہ جب ہم تیز ہوتا ہوا یکیں گے، تب ہم محسوس کریں گے کہ واقعی آپکی نیت بلوچستان کے حوالے سے بدلتی ہے اور ابھی آپ نے بدنتی سے نیک نیت کا سفر شروع کیا ہوا ہے۔ توجہ اپنے اپنے میں سمجھتی ہوں کہ وفاق کو، اسٹیلمٹ کو بلوچستان کے حوالے سے اپنی نیت میں اپنی سوچ میں تبدیلی لانی پڑے گی۔ جب تک تبدیلی نہیں آئیں تک ہم یہ قرارداد میں پیش کرتے رہیں گے۔ ہم واپڈا کارونا روتنے رہیں گے۔ ہم یہاں پی آئی اے کے biased رؤیے کی بات کریں گے۔ کہ بھتی! ہم اس ملک کے باشندے ہیں۔ بلوچستان اس ملک کا حصہ ہے۔ باقی صوبوں میں strategy کچھ اور ہے۔ بلوچستان کے حوالے سے جواب biased آپکی strategy ہے۔ تو اسکا ہم پھر کیا مطلب لیں؟ تو جناب اپنے ایوان کے توسط سے میں سمجھتی ہوں کہ ان چیزوں کو again superficially نہیں لینا چاہیے۔ اگلی جو بنیادی root جو جڑ ہے ہمیں اُسکو پکڑنا چاہیے۔ اگر اُس کو پکڑیں گے تو ہمارے روپیوں میں تبدیلی آئیں پھر شاید یہ مسائل اور مشکلات ہمیں نظر نہیں آئیں۔ جیسے کل ہم ان مسائل اور مشکلات سے دوچار تھے۔ جناب اپنے ایوان میں سمجھتی ہوں کہ پوری دنیا میں جوڑ و پلمنٹ ہیں، ہمیں کیونکیش ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب اگر ہماری کیونکیش کے ذرائع نہیں ہوں گے۔ جیسے میرے باقی جو honourable members ان نے بات کی۔ آپ روڈ اور یلوے کی صورتحال دیکھ لیں۔ لوگ ایک امن و امان کی وجہ سے اور دوسرا جو انکی حالت بھی بہت زیادہ خستہ ہے کہ لوگ سفر کرتے ہوئے اس پر avoid کرتے ہیں۔ اب اگر پی آئی اے جو کہ ایک safe ذریعہ ہے ہمیں جو ہمارے ساتھ biased رؤیے کر جائیں گا۔ تو ہماری کیونکیش ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ نے فاصلوں کو کم کرنا ہے۔ آپ بلوچستان کے عوام کو بلوچستان کو اس ملک کی mainstream میں لانا چاہ رہے ہیں۔ آپ ہمیں دوسرے صوبوں کی ساتھ integrate کرنا چاہ رہے ہیں۔ تو میرے خیال

میں کیونکیشن واحد ذریعہ ہے اسکی ڈولپمنٹ پر آپ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اب اگر ہم دوسرے صوبے کے لوگوں کے ساتھ تجارتی تعلقات نہیں بڑھائیں گے۔ ہم انکو سمجھنے کا انکے ساتھ ملنے کا، ان سے دوستی کرنے کا موقع آپ فراہم نہیں کریں گے۔ تو پھر آپ ہمیں پھر اسی طرح سے دوسرے شہری کی جو حیثیت ہے۔ یادوسری مخلوق سمجھ کر alien سمجھ کر یا جنگلی آدوار میں ہمیں آپ ڈال کر، اب آپ یہ دعویٰ کریں کہ بھئی ہم بلوجستان کو mainstream میں لانا چاہیں گے۔ ہم بلوجستان کو اس ملک کے دوسرے عوام کے ساتھ دوسرے صوبوں کے ساتھ integrate کرنا چاہ رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں mainstream integration میں لانا آپ کی حکمت عملی، آپ کی ڈولپمنٹ سے آتی ہے۔ وہ بنیادی ڈولپمنٹ اگر وہ question mark ہے۔ تو ہم پھر اپنے دوسرے صوبوں کے جو بھائی ہیں دوسرے صوبوں کے جو عوام ہیں، انکے ساتھ کس طرح سے ہماری دُوریاں ختم ہوں گی۔ وہ دُوریاں بڑھتی ہیں اگر کیونکیشن آپ کی جو poor ہوگی۔ تو میرے خیال میں ہمیں بلوجستان کی صورتحال کو serious planning اور اپنی سوچ میں بنیادی تبدیلی لائیں گے۔ تب یہ فاصلہ کم ہوں گے اور ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق ادا کیا۔ تو انہی الفاظ کے ساتھ، یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اسکی میں مکمل طور پر حمایت کرتی ہوں۔ Thank you جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کا شکر یہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ کافی دوستوں نے اس قرارداد پر بحث کی ہے میں صرف آئیں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! کہ کراچی سے پی آئی اے، اسلام آباد، کراچی سے لاہور، کراچی سے پشاور اور ملک کے دوسرے حصوں تک flights چلاتی ہے۔ وہ flights جب رات کو ساری دس بجے کے بعد ہوتی ہیں۔ تو انکا کرایہ 25% سے لیکر 50% تک reduce کر لیتے ہیں۔ اور اسکو night coach کہتے ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ اس صوبے میں جب night flights شروع ہوئیں۔ تو گزشتہ چند دنوں سے لگاتار۔ اب کوئی دو تین دن سے یہ flights کینسل ہیں۔ رات کو ایک بجے flights یہاں سے جاتی تھیں۔ اور regular کرائے سے زیادہ charge کرتے تھے۔ یہ اس صوبے کی بد قسمتی ہے کہ ہمارے ساتھ۔ باقی لوگوں کے لیے تو night coach flights ہوتی ہیں جی۔ اُنکے لیے ایک reduced کرایہ ہوتا ہے 25% سے لے کر 50% تک۔ لیکن بد قسمتی، اس بد قسمت صوبے کے ساتھ یہ ہے کہ یہاں سے ایک بجے flight چلاتے ہیں۔ اور ایک بجے پھر بھی usual fare سے زیادہ rate class لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نے ابھی ٹکٹ purchase کیے ہیں۔ اور یہ

ہے۔ اس کے تحت آپ 13700 روپے ادا کریں۔ تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد کو ہم according to the air fare include کریں کہ fully support کیا جائے۔ شکریہ جناب اپسیکر charge وہ rest of country۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: بہت مہربانی۔ جی سردار صاحب۔

سردار رضا محمد بروچ: thank you جناب اپسیکر۔ پی آئی اے کے متعلق قرارداد پیش ہوئی میں اسکو مکمل support کرتا ہوں۔ لیکن ایک چیز جو ہمیں کرنی چاہیے تھی وہ یہ ہے کہ ہم ایسی بات کر رہے ہیں جس میں عام لوگ سفر نہیں کرتے۔ پی آئی اے ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے شاید بہت کم لوگ سفر کرتے ہیں۔ اور وہ کراچی جو ہم مسافر جو ریلوے میں جاتے ہیں یا پلک ٹرانسپورٹ میں جاتے ہیں اسکے متعلق ہم نے کوئی بات نہیں کی۔ پی آئی اے کے ساتھ ساتھ ریلوے کے کرائے بھی sector wise۔ میں آپکے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں sector wise ہماری ریلوے کا کراچی کوئٹہ سے باقی جگہوں کے لیے زیادہ ہے۔ میں اس قرارداد کیساتھ اس بات کو نسلک کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے، اگر ہم پی آئی اے کے ساتھ بات کرنا چاہتے ہیں تو ریلوے کی authorities کے ساتھ بھی ہم لوگوں نے بات کرنی ہے کہ ہم ریلوے کے کرائے بھی sector کے حساب سے یہاں بلوچستان میں کم کر دیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہماری پی آئی اے کا شیڈول بھی برابر نہیں ہے۔ وہاں سے جب flights شیڈول کے مطابق جاتی ہیں انکے شیڈول کی flights کو برابر کرتی ہیں۔ ہمارے شیڈول کی flights برابر نہیں ہوتیں۔ کبھی رات کے بارہ بجے کبھی 8 بجے کی فلاٹیٹ صبح کی رات کے سارے ہی گیارہ بجے جاتی ہے جی۔ اس لیے یہاں کے لوگ disturb ہوتے ہیں۔ ہماری کیمو نیکیشن disturb ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم ریلوے کے کرائے کو کم نہیں کریں گے۔ ریلوے transportation کو ہم کم نہیں کریں گے ہماری گڈز ٹرانسپورٹ بھی اسی سے متاثر ہوتی ہے۔ اور اسی حساب سے ہمارا کراچی پلک ٹرانسپورٹ میں، بسوں میں بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ گڈز ٹرانسپورٹ بھی ہماری بڑھ جاتی ہے۔ تو آپ مہربانی کر کے اس قرارداد کے ساتھ اس بات کو بھی نسلک کریں کہ ریلوے اور پلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کو بھی کم کیا جائے۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی اپسیکر: اسکے لیے آپ دوسری قرارداد لائیں تاکہ ہر ڈپٹی پارٹمنٹ کا علیحدہ علیحدہ ہو جائے۔ جی غلام دشگیر صاحب۔

میر غلام دشگیر بادینی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپسیکر! جیسے قرارداد نمبر 1 رحمت صاحب اور دوسرے

ساتھیوں نے پیش کی بلکہ بہت زبردست، ہر ایک نے اپنی رائے دی۔ میں پی آئی اے کے حوالے سے جناب اپیکر صاحب! انکا کہنا چاہوں گا کہ ایک جنسی میں خداخواستہ اگر کوئی patient ہو جاتا ہے۔ جیسے ہمارے ساتھیوں نے کہا جیسے جعفر مندو خیل صاحب نے کہا کہ اگر انکو بلا یا جائے۔ اگر وہ ہمیں سنتے ہیں۔ تو افسوس اس بات کا ہے کہ ہم یہاں جو ممبران ہیں، مطلب ہم اپنی بے بُسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہاں floor پر میرے خیال میں 65 کا جو ایوان ہے۔ اگر یہاں ہم کہیں کہ جی ہمیں سنتے ہیں۔ میں آپ سے جناب اپیکر صاحب گزارش یہ کرتا ہوں کہ اگر یہاں پی آئی اے پر ہم صحیح سے لیکر رات تک بحث کرتے رہیں تو کوئی نتیجہ ہمارے سامنے آنے والا نہیں ہے۔ آپ سے گزارش یہ ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: میر صاحب! مطلب بحث ریکارڈ میں آجائیگی۔

میر غلام دشمنگیر بادینی: میں گزارش کرتا ہوں۔ تو ایک جنسی میں خداخواستہ ایسا مریض بھی ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب! زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ ڈاکٹر صاحبان یہی کہتے ہیں کہ جی آپ اسکو تین چار گھنٹے میں کراچی پہنچا دیں۔ تو ایسے میں مریضوں کا صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ باقی کوئی ایسا وسیلہ نہیں ہے۔ ہماری پی آئی اے کا جو routine تھا۔ وہ میرے خیال میں ختم ہو چکا ہے۔ جیسے محترمہ راحیلہ درانی صاحب نے کہا کہ پہلے جو شیدول تھا، اگر ایسا بھی ہو سکتا ہے انٹیشٹل کو ختم کیا جائے۔ جو حاجی صاحبان ہیں ہمارے جو جج کو جائیں گے۔ میرے خیال میں وہ بھی کل کو کراچی چلے جائیں۔ تو میں آپ سے request کرتا ہوں جیسے ہماری نیشنل ہائی وے اتحاری ہے۔ میرے خیال میں جیسے کہتے ہیں کہ ”وابڈ اسفید ہاتھی“ بن چکی ہے۔ نیشنل ہائی وے اتحاری سے متعلق میں آپ لوگوں کو، دوستوں کو دعوت دیتا ہوں۔ آپ لوگ نوشکی آجائیں کر دگاپ سے آگے جو نواب صاحب کا area ہے۔ میرے خیال میں نوшکی تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ صرف اور صرف یہ دیکھا جاتا ہے جیسے اب کہتے ہیں کہ جی مہنگائی ہے۔ جیسے سرکاری آفیسر کہتا ہے کہ جی مہنگائی ہے۔ جیسے کل ہمارے دوست بیٹھے ہوئے تھے کہ جی 42 ہزار ایم پی ایز کے لیے بہت کم ہیں، مہنگائی ہے۔ ہماری جو نیشنل ہائی وے ہے۔ وہاں یہ ہے کہ جی صرف percentage کو بڑھانا ہے، مہنگائی ہے۔ مطلب صرف اور صرف ٹوٹ مار ہے۔ یا ہماری جو نیشنل اسمبلی کے ممبران ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ check and balance نہیں ہے۔ اور یہی سوچتے ہیں کہ کمیشن اور پیسے بڑھائے جائیں۔ جناب اپیکر! اگر ہم یہاں آ کر جیسے فارسی میں کہتے ہیں کہ ”نشستن، گفتگو اور برخاستن“ والی بات ہے۔ میرے خیال میں ہم یہاں مجلس یا اپیکر صاحب کے چیمبر میں جا کر میں یہ سمجھتا ہوں کہ چائے پی کرو ہاں سے واپس نکل گئے۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ اس

طرح ہم عوام کا حق ادا نہیں کر رہے ہیں۔ کیونکہ ایک جنسی میں عوام کو اسٹریپر پر اٹھایا جاتا ہے جہاز کیلئے۔ جب جہاز available نہیں ہوتا تو پھر کراچی تک یہ دس، بارہ گھنٹے وہ patient family وہ گھروالے محسوس کر سکتے ہیں۔ اُن پر جو بیتی ہے۔ اُنکو پتا ہے کہ اُنکے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ اُنکا مریض آیا کراچی تک پہنچ سکتا ہے؟ اور باقی ہماری ریلوے ہے۔ جو غریب اور مزدور طبقہ تھا وہ اسی میں سفر کرتا تھا۔ اگر ہماری ریلوے تفتان تک جاتی تھی۔ اُسمیں ہمارے کسی کو جانا تھا تفتان تک مزدوری کے سلسلے میں۔ یا کسی کو زاہدان جانا تھا۔ وہ غریب طبقہ پہنچ سکتا تھا۔ لیکن ابھی لوگ انتظار میں ہوتے ہیں کہ جی شاید کوئی ٹرین نوشکی سے گزر جائے۔ مطلب وہ ابھی صرف اور صرف افسانے اور قصے رہ گئے۔ باقی میں گزارش کرتا ہوں اپنے ساتھیوں سے، ساتھ ساتھ آپ سے۔ جب تک کہ آپ action نہیں لیں گے۔ بجلی کا کہا گیا کہ بجلی بحال ہو چکی ہے۔ لیکن افسوس کہ صرف ڈیری ٹھنڈے نوшکی کو بجلی دی جا رہی ہے۔ آیا ہم ادھر آ کر صرف اپنی بے بسی کا اظہار کریں۔ کہ اُنکو بُلا جائے۔ اگر وہ ہمیں سُنٹے ہیں۔ پھر ہم جا کر ان اداروں کے سامنے بُھوک ہڑتال تو کر سکتے ہیں۔ آیا بُھوک ہڑتال، روڈ پر بیٹھنے سے ہمارے کپڑے تو میلے نہیں ہو نگ۔ ہمیں عوام نے بھیجا ہے۔ اُنکی خواہشات، اور اُنکی میرے خیال میں امیدیں ہم سے بہت زیادہ ہیں۔ جیسے ہمارے کچھ ساتھیوں نے وفاق سے گلہ کیا۔ پہلے ہم اپنے گریبان میں جھاٹک کر دیکھیں کہ آیا ہم اپنا حق ادا کر رہے ہیں؟ ہم وہ وعدے جو عوام کے ساتھ کیے تھے آیا وہ ہم آگے لیجاتے ہیں؟ وفاق سے ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے۔ وفاق نے تو پچھیں، تیس کروڑ روپے ہر MPA کو دیے ہیں۔ جیسے رحمت صاحب نے کہا کہ ہم شروع ہو گئے روڈز، نالیاں بنانے میں۔ آیا ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے قوی ادارے بتاہ و بر باد ہو چکے ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھیں کہ اُنکے لئے ہمارے MNA صاحبان کیا کرتے ہیں؟ ٹھیک ہے وہ بھی ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ جتنے ہمارے MNA's ہیں۔ اُنکا حق بتاتا ہے، ہم اُنکے ساتھ خصوصی طور پر بیٹھیں۔ وہاں نیشنل اسمبلی میں بھی وہ، یہ نہیں کہ وہ وہاں پاؤں پر پاؤں رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ صرف اور صرف اسمبلی کی کارروائی چل رہی ہے، دیکھ رہے ہیں۔ جب تک اپنا issue نہیں اٹھائیں گے۔ جب تک آپ خود حرکت نہیں کریں گے۔ یہ ادارے میں مانتا ہوں۔ ریلوے نیشنل ہائی وے اور پی آئی اے۔ جب تک آپ اور ہم action نہیں لیں گے۔ G.M صاحب کو ہم جتنی request کریں۔ پی آئی اے۔ جب تک آپ اور ہم be ma ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں تک بے بس ہیں۔ ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ جی آپ چیزیں میں آجائیں۔ آپ Head of departments province سے جو ہمارے officers سے جو ہمارے فیڈرل سے ہیں۔ لیکن یہ ہم زور اور زبردستی اپنے مسائل، ہم لوگوں کے مسائل ہم منوا سکتے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ یہاں اگر ہم بیٹھ کر گلے کرتے رہیں یا اپنے سفید ہاتھی سے، جیسے کہ اُس دن کام لیا کہ اب وہ ”سفید ہاتھی“ نہیں اب وہ ”کالا ہاتھی“ بن چکی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ انکو بلا یا جائے۔ انکے ساتھ زور اور زبردستی-request میں کہتا ہوں، جب تک، یہ تو صرف اور صرف اپنا کمیشن بڑھانے کی چکروں میں ہیں۔ کہ جی مہنگائی ہے۔ پہلے percent 10 تھا۔ اس دفعہ پندرہ percent لیں گے۔ میرے خیال میں انہوں نے روڈوں کا یہ اغرق کر دیا ہے۔ بلوچستان میں جناب اسپیکر صاحب! آپ لوگوں نے، ساتھیوں نے visit کیا ہے۔ دیکھا ہے، علاقے گھوے ہیں۔ ہمارے برائے نام روڈز ہیں۔ جن پر ہمارے مریض ہمارے لوگ travel کرتے ہیں، انکو پتا ہے۔ جو آپکے قومی ادارے ہیں۔ ہم جہاز میں بیٹھتے ہیں تو سب سے پہلے کلمہ پڑھتے ہیں کہ ہم کراچی تک پہنچیں گے یا نہیں؟ ان پر ہمیں سنجیدگی سے سوچنا پڑیگا۔ ہمیں آپس کے سارے گلے شکوئے ختم کرنے ہونگے۔ تب یہ سارے issues حل ہونگے۔ مہربانی جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی حاجی صاحب۔

حاجی محمد اسلام: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Thank you Mr.Speaker. سب سے پہلے تو میں تھوڑی سی عرض کروں کہ اب جو ہماری اپوزیشن اور ہمارے دوستوں کے درمیان جو نوک جھوک اور یہ باتیں چلیں۔ یہ انتہائی افسوسناک اور انتہائی ایک دُکھ کی بات ہے کہ اس ایوان میں بیٹھ کر ہم یہ چیزیں دیکھتے رہیں۔ آیا ہم دُنیا کو، اپنے عوام کو کیا message دیں گے؟ جناب اسپیکر! ہم امید رکھتے ہیں اپنے دوستوں سے، اپوزیشن سے کہ ایسے حالات، ایسے واقعات ہم اگر یہاں پیش کرتے رہیں۔ میرے خیال میں یہ ہماری روایت میں ہے نہ ہمارے قبل میں۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں اپنے دوستوں سے، اپوزیشن سے۔ کوئی بھی مسئلہ ہو اسکو افہام و تفہیم سے حل کریں۔ دوسری بات یہ ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی تھوڑا سا دُکھ ہوا کہ کل، پرنسوں کی جو ہماری اسمبلی تھی۔ ہماری اپوزیشن کے دوستوں نے جتنی تقدیم ہم پر کی۔ جتنے الزامات ہم پر لگائے۔ تو ہمارے قائد یہاں موجود تھے۔ اُس نے تفصیلًا اپنی بات اُنکے سامنے پیش کر دی۔ اُسکے بعد ہمارے مولانا صاحب نے جا کر پر لیں کافر نس کی۔ اور اس میں جو بات انہوں نے کی۔ اس پر ہمیں انتہائی افسوس ہوا۔ کہ یہ بلوچستان اسمبلی، یہ نالائق ہے۔ اسکو استغفار دینا چاہیے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ چھپلی اسمبلی جو پانچ سال چلی۔ اُس پر ہم لوگوں کا کیا role رہا ہے؟ اور اب جو ہم دیکھ رہے ہیں، ہمیں انتہائی افسوس ہو رہا ہے۔ اور ہم پر یہ بھی الزام لگایا کہ اس اسمبلی میں اتنا قابل اور لائق آدمی نہیں ہے کہ وہ جا کر ان قتوں سے بات کرے کہ یہ مسئلے حل ہوں۔ میں اس فلور پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے دوستوں میں اتنی ہمت، اتنی جرأت، اتنی

قابلیت ہے کہ ہم جا کر ان سے بات کریں اور اپنا موقوفہ اُنکے سامنے رکھیں۔ اور یہ بات جو ہمارے اپوزیشن والوں نے کہی ہے۔ ہمیں انتہائی افسوس ہوا ہے۔ اور وہ بھی ایک زمانہ تھا جب اپوزیشن کے دوست، اگر ایک یادو ہوتے تھے تو انکو بھی انکا حق نہیں ملتا تھا۔ اُنکے جتنے فنڈز رکھتے وہ بھی نہیں ملتے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچتی تھی کہ لوگ کورٹ تک جاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب اور ہمارے باقی دوستوں نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ وہ فنڈز جو ہم اپنے دوستوں کو دیں گے۔ وہی فنڈز ہم اپوزیشن کو بھی دیں گے۔ ہم کوئی چیزان سے نہیں چھپائیں گے۔ لیکن جو پرلیس کانفرنس مولانا صاحب نے کی۔ ہمیں بہت ہی افسوس ہوا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ وہ اس طرح کی پرلیس کانفرنسوں سے گریز کریں گے۔ بہر حال بات یہاں PIA کی ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارا علاقہ پنجاب میں اسوقت جب پورا مکران پر PIA کی یہ اپوزیشن ہے۔ سب کو پتا ہے، ہماری روڑوں کا حال۔ اسوقت اگر کوئی سے تربت کسی کو جانا ہو تو وہ یہاں سے خصدر۔ خصدر سے لبسیلہ جا کر پسندی گوارد touch کر کے وہ تربت جاتا ہے۔ اور اسکو کم از کم چوبیں گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ باقی رہا پنجگوڑا اور کوئی کا جو راستہ ہے وہ اتنا بدحال ہے کہ ہمارے پنجگور سے کوئی مریض اگر نکلتا ہے ایک دن میں وہ کوئی یا کراچی تک پہنچ نہیں سکتا۔ تو اس اپوزیشن پر PIA کے جو جہاز انہوں نے بند کیے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ اور کوئی یا ہر بہت۔ کوئی، پنجگور۔ پنجگور، کراچی۔ جیسے رحمت صاحب نے ابھی جو بات کی ہے۔ وہاں ہفتے میں ایک یا دو flights صرف پنجگور اور کراچی کیلئے ہیں۔ اور پھر الیہ یہ ہے جناب اسپیکر! ہمارے پنجگور میں اس کا office بھی نہیں ہے۔ ہم جا کر کراچی سے ٹکٹ بک کرتے ہیں۔ کئی بار ہم لوگوں نے آواز اٹھائی ہے کہ خدا کیلئے ہم لوگوں کے ساتھ آپ کیا سلوک کر رہے ہیں؟ تو اتنے تک بھی وہ لوگ گوارا نہیں کرتے ہیں کہ اپنا office وہاں کھول لیں تاکہ ہمیں وہاں سے ٹکٹ کی سہولت ملے۔ تو اس ایوان سے ہماری گزارش ہے کہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اسکو منتفع طور پر منظور کیا جائے۔ ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! ہماری حقنی روڑ ہیں پندرہ سال سے NHA نے ایکی اتنی بُری حالت کر دی ہے کہ کوئی اُن پر جاہی نہیں سکتا۔ آپ یقین کریں پندرہ سال بعد اب جا کر اس پر ایک grading ہوئی ہے۔ آب وہ تھوڑا اسفر کے قابل ہو گئی ہے۔ لہذا ہم امید کرتے ہیں اس قرارداد کے ساتھ، یہ بھی منظور کی جائے۔ اور NHA والوں کو بھی یہاں بُلا جائے تاکہ وہ ہمیں کچھ یقین دہانی کرائیں۔ دوسری بات جو ریلوے کی ہے۔ جیسے ہمارے دوستوں نے کہا۔ اُسکا بھی یہی حال ہے۔ اُنکو بھی بُلا جائے۔ بہر حال انہی الفاظ کے ساتھ میں اپنے دوستوں کے اور اپوزیشن لیڈر کے، جسکی دل آزاری ہوئی۔ میں معدرت کرتا ہوں۔ Thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر خالد لانگو صاحب۔

میر خالد لانگو: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! آج جو قرارداد پیش کی گئی ہے۔ ہم اسکی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ اس پر آپ عملدرآمد بھی کراں کیں گے۔ معز زار اکین نے PIA کی زیادتیوں پر تروشنی ڈالی۔ جناب! وفاقی اداروں میں، جتنے بھی وفاقی ادارے ہیں۔ وہ بلوجستان کے عوام کو دوسرے نہیں تیسرا درج کے شہری کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ میں ایک واقعہ بیان کروں۔ کچھ عرصہ پہلے ہم پی آئی اے کی flight سے اسلام آباد جا رہے تھے۔ وہاں سے پھر میری flight تھی مجھے آگے دئی جانا تھا۔ ہماری connecting flight تھی۔ جیسے دوستوں نے کہا کہ وہ تو ہمیں for granted لیتے ہیں کہ بھی چلو اسلام آباد جاتے ہوئے ان بیچاروں کو بھی لے جاتے ہیں۔ تو کراچی سے جو flight آئی۔ ہمارے کچھ دوست تھے، انہوں نے کہا یہ آپکو direct ہمیں لے جائے گی، اسلام آباد۔ ملتان میں رکے گی۔ بھی کیوں رکے گی؟ کہتے ہیں ہمیں بھی لارہے تھے۔ جب کراچی سے ہم نے fly کیا، تو ملتان۔ لیکن ہم نے پیچ میں جھگڑا کیا نہیں چھوڑا۔ ہم جو یہاں سے take off کیا تو ملتان ایئر پورٹ پر ہمیں اُتارا۔ کہ جی کوئی فنی خرابی technical fault ہے۔ اس لئے جہاز کو ہم ملتان میں اُتار رہے ہیں۔ تو ہمیں پہلے سے اندازہ تھا۔ تو اندر کے لوگوں سے ہم نے جب پوچھا۔ کوئی پر زد تھا وہاں ملتان میں جناب والا! کوئی جہاز خراب تھا۔ اور ہمیں یہاں سے لیکر گئے۔ ایک مرتبہ ہمیں ملتان میں اُتارا۔ وہاں وہ پر زد دیا۔ پھر ہمیں اسلام آباد لے گئے۔ وہاں سے ہماری connecting flight جو دئی کی تھی وہ چلی گئی تھی۔ تو گزارش یہ ہے کہ پی آئی اے کا، صرف اس کا نہیں، سارے وفاقی اداروں کا بلوجستان کے ساتھ رو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس پر جو ہم یہ قرارداد پاس کرتے ہیں۔ کچھلی اسمبلی کا بھی ہم نے سنا تھا کہ بہت ساری قراردادیں پاس ہوتی تھیں لیکن وہ رڑی کی ٹوکری میں جاتی تھیں۔ اب اس پر، آپ custodian یہ اس House کے۔ آپ پر بھی فرض بتا ہے کہ یہ ایک مقدس ایوان ہے اور اسکی ایک عزت ہے اسکو آپ بحال رکھیں اور جو بھی قرارداد یہاں سے منظور ہوں ان پر عملدرآمد کروں کیں۔ چنیں چلا کیں لیکن یہ جو قراردادیں پاس ہوتی ہیں اس مقدس ایوان سے تو اسکی بھی ایک عزت ہے ایک وقار ہے ایسے ان کو رڑی کی ٹوکری میں نہیں پھینکا جائے۔ باقی کرایوں کی بات ہے پی آئی اے والے بھی یہ نہیں ہے کہ air line free ہے۔ جناب اسپیکر! کراچی سے آٹھ ہزار روپے کرایہ لیتے ہیں۔ ظاہر ہے جب آٹھ ہزار میں وہ آرہے ہیں جا رہے ہیں تو نقصان تو نہیں ہے اُنکا۔ اور پی آئی اے والے تیرہ اٹھارہ ہزار روپے لے رہے ہیں۔ تو انکو یہ کھلی چھوٹ نہیں دی جائے اُن پر check and balance ہونا چاہیے۔

اور انکی جوزور آوریاں ہیں مہربانی کر کے انکاؤنٹریس لیا جائے۔ اس طرح کاروئیاں کا بلوجستان کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے۔ ہماری سڑکوں کی حالت آپکو معلوم ہے کہ بلوجستان کے دُور دراز کے جو علاقے ہیں سڑکوں کی حالات وہاں بالکل ٹھیک نہیں ہیں۔ امن و امان کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ ایم جنی میں، جب کسی کو ایم جنی ہو کوئی مریض ہو اسکو لے جانا لانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ پندرہ پندرہ گھنٹے، چوبیس چوبیس گھنٹے لگتے ہیں۔ تو اس پر انہوں نے جتنی بھی انکی services تھیں، جیسے پنجگور، خضدار، ژوب اور باقی جوانہوں نے بندکی ہیں گزارش یہ ہے کہ ان کو دوبارہ بحال کیا جائے اور لوگوں کو سہولیات دی جائیں اور لوگوں کو آسانی مہیا کی جائے۔ بہت شکر یہ جناب اپسیکر۔

جناب ہینڈری مسٹر بلوج: جناب اپسیکر۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی۔

جناب ہینڈری مسٹر بلوج: جناب اپسیکر! یہاں دوستوں نے بات کی کیمپینکیشن کے حوالے سے۔ پوری دنیا کے نقشوں پر اگر ہم نظر ڈالیں تو اس میں بہت ساری چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں کہ جو ریاستیں ہوتی ہیں وہ اپنے اداروں کی فلاح و بہبود کیلئے کام کرتی ہیں۔ وہاں کیمپینکیشن کو ہمیت دی جاتی ہے۔ اور ذرائع آمد و رفت کو بہتر سے بہتر بنایا جاتا ہے کہ عام آدمی کی access میں وہ ہو۔ ایک عام آدمی اُن resources کو استعمال کرے۔ ایک طرف وفاقی سطح پر ہم دیکھتے ہیں کہ جو وفاقی ملکے ریلوے اور پی آئی، یہ بتدریج خسارے کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ یہاں عوام کو سہولیات میسر نہیں ہیں۔ اور اسکی کرپشن کی انہما آپ دیکھ سکتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے اگر دیکھیں پی آئی اے پر بہت سارے سوالات اُٹھے۔ پی آئی اے کے جو M.D. تھے اسکے اوپر بڑی کرپشن کی بات کی گئی کہ اس ادارے کو دیوالیہ کی طرف لا یا گیا۔ یہ ہمارے قومی ادارے ہیں۔ اپنی قومی اداروں کی بہتری اور ان کو بہتر فنکشنل کرنے کیلئے ہر ایک مکتبہ فکر اسکو بھی ایک support کی ضرورت ہے۔ جب بات ہوتی ہے یہاں بلوجستان کی تو انہی اداروں کو بلوجستان سے اربوں روپے revenue ملتے ہیں۔ انہی سے پی آئی اے کے اعلیٰ آفسران کو انہائی اعلیٰ سطح کی سہولیات ملتی ہیں۔ پُر کشش تنخوا ہیں ملتی ہیں۔ اُنکے اہل و عیال پوری دنیا گھومتے ہیں۔ مگر بدقتی سے یہاں کے جو عوام ہیں اُنکو کسی قسم کی facility ہیں۔ اُنکے اہل و عیال پوری دنیا گھومتے ہیں۔ مگر بدقتی سے یہاں مختلف ڈویژنز میں، مختلف اضلاع میں پی آئی اے کی branches ہوئی چاہیے تھیں۔ پی آئی اے یہاں کے عام لوگوں کو بھی facilities پہنچاتی۔ مگر بدقتی سے انہوں نے یہاں کی جو flights تھیں وہ بھی بند کر دیں، اندر وون بلوجستان۔

آپ پنجاب کی مثال لے لیں۔ پنجاب میں لاہور سے سیالکوٹ۔ ملتان سے سیالکوٹ۔ باولپور سے لاہور۔ پورا ایک network آپ کو نظر آتا پورے پنجاب میں۔ آپ سندھ میں دیکھیں پی آئی اے کا آپ کو وہاں ایک پورا network مل جاتا ہے۔ لیکن جب بلوجستان میں انگریزی policy آتی ہے تو یہاں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا۔ میں آج کی اس قرارداد کو مکمل support کرتا ہوں۔ ہمارے جو دوستوں نے اسکے حوالے سے بات کی ہے وہ لیقینی طور، بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس کے لئے اس floor سے آواز بلند کرنی چاہیئے۔ اور اس میں آپ کا جو role بتا ہے آپ اسکو پورا کریں۔ Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: نواب شاہو انی صاحب! اسکو wind up کریں کیونکہ QESCO کی بھی ایک میٹنگ ہے گورنمنٹ کی طرف سے بات کریں۔

نواب محمد خان شاہو انی: جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں بھی وہی بات کروں گا جس کا ہمارے دوستوں نے ذکر کیا کہ کس طرح اس معزز ایوان کے وقار کا تحفظ کیا جائے۔ ہم لوگوں نے بھی یہ محسوس کیا اس بات کو کہ یہ جو ماحول پیدا ہوا بدمزگی کے حالات۔ تو اس سے ہمیں افسوس ہوا۔ افسوس اس وجہ سے ہوا کہ یہاں وہ لوگ آتے ہیں جو عوام کے منتخب نمائندے ہوتے ہیں اور ووٹ لیکر آتے ہیں۔ جو کہ اخلاقی طور پر کردار کے حوالے سے، روؤیوں کے حوالے سے، عوام ان سے متاثر ہو کر کے انکلوود و دیکر کے یہاں بھیجتے ہیں۔ اور افسوس ہمیں اس بات کا ہوا ہے۔ کیونکہ ہم قبائلی لوگ ہیں۔ جیسے کہ ہمارے نواب صاحب ہیں۔ صبح شام ہمارا قبائلی لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، باہر کے لوگوں سے۔ وہاں جا کر کے ہم لوگ فصلے کرتے رہتے ہیں اُنکے مسئلے حل کرتے ہیں۔ وہ بھی اس طرح نہیں کرتے ہیں۔ اگر وہ عام لوگ کریں تو ان سے ہمیں گلنہیں ہے۔ لیکن ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے دوست جو ہیں، جو بھی مسئلہ تھا جائز، ناجائز۔ قانون کی بات تھی یا اصول کی۔ یا اختلافات تھے، یا مذہب کی بات تھی۔ یا کوئی بھی مسئلہ تھا جائز، ناجائز۔ اور مولا ناصاحبان سے ہمیں زیادہ افسوس ہے۔ وہ تو ہمیں پڑھانے اور سکھانے والے ہیں مذہبی حوالے سے۔ جو بھی ہم نہیں جانتے ہیں وہ ہمیں دینی مسائل بتاتے ہیں، سمجھانے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ اس طرح سے ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے یہ جو کوئی پندرہ ہیں منٹ چلتا رہا۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا دونوں طرف سے کہ کیا بولا جا رہا ہے؟ اس پر آپ نے جو رو لگ دی بالکل ٹھیک کیا۔ اصل میں جو بات ہے ہم لوگوں نے جو قرارداد پیش کی۔ اُس پر ہمارے ساتھیوں نے تفصیلی ذکر کیا۔ مسائل کو اجاگر کیا۔ اُسکی اہمیت کے بارے میں میں اتنا کہوں کہ سفر کرنا، کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے ہمارے بلوجستان کے جو لوگ ہیں۔ اور بنیادی ترقی کی وجہ یہ ہے کہ آسان اور محفوظ شاہراہیں اور محفوظ سفر۔

کار و بار، زراعت و دیگر حوالوں سے، جیسے بیماری کی صورت میں، دیگر علاقوں سے سفر کر کے کوئی آنا، سارے کام، سارے مسئلے ہمارے کوئی میں ہیں۔ کوئی سے جانا پڑتا ہے اور کوئی آنا پڑتا ہے۔ تو انکے لئے جو بھی ہماری سفارش دوستوں نے کی ہے اُس پر میری بھی یہی گزارشات ہیں کہ ان مسئلے کو ترجیحی بنیادوں پر جو ہمارے سفر کے ذرائع ہیں، حل کرنے کیلئے ان پر عملدرآمد کرایا جائے تاکہ ہمارے سفر آسان ہو سکیں۔ اور پی آئی اے کے کرایوں کا مسئلہ اور طیاروں کی کمی ان مسئللوں کو حل کیا جائے۔ اور جو ہمارے قبائلی علاقوں ہیں، جو علاقائی لوگ ہیں اُنکی مجبوریاں ہیں۔ لیکن جو باہر سے آنے والے لوگ ہیں وہ بہت کتراتے ہیں ہمارے علاقوں میں by train اور by road سفر کرنے سے۔ ایک محفوظ ذریعہ ریگیا تھا جہاز کا اُنکا بھی یہی حال ہے۔ لہذا ہم اپنے دوستوں سے ایک بار پھر گز ارش کرتے ہیں کہ ہم لوگ یہاں، کیونکہ یہ سکول نہیں ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے نہیں ہیں کہ آپ انکوڈنڈے سے ماریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ احترام سے بات کریں اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مفتی گلاب صاحب۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: نواب شاہوانی صاحب بالکل قابل احترام ہیں قبائلی بندہ ہیں اور نواب ہیں ہمارے لئے محترم ہیں۔ لیکن اُس نے جو بات کی کہ علمائے کرام ہمیں سکھائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! جو مخاطب ہے اُس کا رو یہ بھی دیکھا جائے کیا اُس کا رو یہ سیکھنے کا ہے؟ یا اُس کا رو یہ رعب داب ڈالنے کا ہے۔ اپوزیشن سے جس لب و لبجھ میں بھی بات کی جائے گی اپوزیشن اُسی لب و لبجھ میں انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔ جی زیارتوال صاحب! آپ بات کریں گے؟

جناب عبدالریجم زیارتوال (صوبائی وزیر): آپ کا شکر یہ۔ سب سے پہلے جناب اسپیکر! آج کے اجلاس کے حوالے سے، یہاں جو بد مرگی پیدا ہوئی۔ اور پھر اسی میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے جعفر خان مندوخیل اور سردار محمد اسلم بزنجو صاحب کو اپوزیشن کے دوستوں کو منانے کے لئے بھیجا۔ اور میں اپوزیشن کے دوستوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے واک آؤٹ ختم کر کے دوبارہ اجلاس میں شرکت کی۔ جناب اسپیکر! میں اس موضوع پر مزید کہنا نہیں چاہتا۔ یہاں معاملات سیاسی ہیں، سادہ سی نہیں ہیں۔ سیاسی معاملات، اُنکی handling، اور سیاسی مفادات کو ہر ایک اپنے نقطۂ نظر سے وہ کرتا ہے۔ ہم با اخلاق اور جمہوری لوگ ہیں، جمہوری روایات کو فروغ دینے میں ہماری معاونت رہی ہے From the first day of the Pakistan till today. جناب اسپیکر! ہم بھگتے رہے ہیں دوستوں کے ہاتھوں۔ پہلے مارشل لاء سے، پہلے دن سے 1947ء

سے لیکر آج تک پہلا مارشل لاء، دوسرا مارشل لاء، تیسرا مارشل لاء اور چوتھا مارشل لاء۔ ہم آمریتوں کے خلاف بول رہے ہیں اور جمہوریت کیلئے ہم نے آواز بلند کی ہے۔ اور جمہوریت اور قوموں کے حقوق، حقیقی فیڈریشن، ایک ایسے آئینے جس میں تمام قوموں کے حقوق، انسان کی حیثیت سے، قوموں کی حیثیت سے برابری حاصل ہو۔ اس نقطے نظر کے ہم حامی رہے ہیں۔ اور اس پر ہمیں زندگی بھر کی جیلیں برداشت کرنی پڑی ہیں۔ عبدالاصد خان اچکزئی جو صوبے کے لیڈروں میں سے ایک ہیں، جن کو جمہوریت اور جمہوریت کیلئے آواز بلند کرنے اور قوموں کیلئے آواز بلند کرنے کی پاداش میں انہی آمروں نے چودہ سال قید باماشقت۔ قید نہیں صرف سیاسی آدمی کو باشقت کی سزا سنائی گئی۔ تو جناب اپیکیر! ہمیں یہ چیزیں عزیز ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ جمہوریت کا فروغ ہو۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ جمہوریت آگے بڑھے اور اُسکی تحریک پیدا ہوتی ہیں۔ آگے نہیں جانا چاہتا، تاریخ گواہ ہے اور تاریخ لکھنے والا آدمی، تاریخ بڑا بے رحم ہوا کرتی ہے۔ سب کچھ سامنے آ جائیگا۔ ایک واقعہ میں آپکو بتاتا چلوں، سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ دیا کہ ملکی تاریخ میں جتنے بھی آمر آئے، سارے غیر قانونی تھے، سب ایک معنی میں ملک دشمن تھے، فلاںال تھے۔ لیکن اُنکے ساتھ کون کھڑا تھا؟ بات تو یہ ہے۔ صرف آمر تو نہیں تھا میدان میں، اُسکے ساتھ لوگ تھے۔ اور جمہوریت کے نام پر یا سیاست کے نام پر اُنکو support کرنے والے تھے۔ اور اُنکے مخالف کون تھے۔ یہ ایک چھوٹا سا واقعہ میں نے آپکو بتا دیا۔ جناب اپیکیر! پھر ملک میں alliance بنے ہیں۔ ایک وہ alliance تھا جو جمہوری وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف بنًا۔ ایک وہ alliance تھا جو آمریت کے خلاف اور جمہوریت کیلئے بنا۔ جناب اپیکیر! میں آپکو اس floor پر ذمہ دار ہوں اسکی حیثیت سے بتا سکتا ہوں یہ پھر تاریخ کے اوراق میں آجائیں گے۔ جناب اپیکیر! ہم کسی بھی آمر کے میں شامل نہیں رہے۔ اب یہ دیکھنا، پڑھنا، معلوم کرنا، پھر میرا کام نہیں ہے تاریخ بڑی بے رحم ہے اور یہ چیزیں سامنے آ جائیں گے۔ آپ کی بات جناب اپیکیر، اُس دن میں نے اس floor پر ایک ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے گورنمنٹ کے نمائندے کی حیثیت سے یہ کہا تھا، کہ ہم ایکشن کروائیں گے اور ایکشن میں ہماری ذمہ داری یہ ہے، اور ایکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے، ایکشن کی۔ اور صوبائی حکومت کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ شفافیت اور امن و امان سے یہ ایکشن ہوں۔ اور اُسکے انتظامات اور اُسکی انتظامی ذمہ داریاں صوبائی حکومت کی ذمے ہیں۔ جناب اپیکیر! یہاں اگر بات کی جائے اس بنیاد پر کہ انتظامی ذمہ داریوں میں یہ gap ہوا۔ وہاں لوگ نہیں گئے جس جس نے جو درخواست دی، ایکشن کمیشن نے وہاں سے جو حکم دیا، اُسکے مطابق صوبائی حکومت نے اُسکی تعییں کی۔ اور وہاں لوگ موجود تھے۔ اور پانچ سو گز کے فاصلے پر ایک غیر متعلقہ

شخص کو نہیں چھوڑا گیا۔ ہم کبھی بھی تشدید پسند نہیں رہے ہیں، لیکن یہ جگہ، باچا خان اور باچا خان کی تحریک کی تمام نظریات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمیشہ یہاں ہوتا رہا ہے۔ بہر حال اسکو چھوڑتے ہیں۔ تو ہم ایسا کوئی کام نہیں کریں گے نہ ہم نے کیا ہے۔ جناب اپیکر! اب ہم اس قرارداد پر آتے ہیں کہ آج کی اس کیمپینکش کے ذور میں ہمارے ساتھ جزویاتی ہے وہ جناب اپیکر! یہ ہے کہ آج کے اس دور میں ہمارے پاس دنیا کی سہولیات ہونی چاہئے تھیں۔ لیکن ہم پر یہ راستے بند کئے جا رہے ہیں۔ یہاں جناب اپیکر! صوبائی حکومت ہم اپنی وفاقی حکومت اور اسکے ماتحت جو ادارے ہیں، ان سے ہماری استدعا ہے کہ ہمارے ائیر پورٹ پر لکھا ہوا ہے ”کوئٹہ انٹرنیشنل ائیر پورٹ“۔ اور یہاں ائیر پورٹ جس جگہ واقع ہے۔ اسکے مقابل میں دوسرا ائیر پورٹ بننا چاہئے جیسا کہ اسلام آباد کے سوں ایوی ایشن والوں کا ائیر پورٹ ہے۔ ہم استعمال کر رہے ہیں۔ اسی طریقے سے یہ بھی سوں ایوی ایشن کا ائیر پورٹ ہے۔ ہمیں ائیر پورٹ چاہئے تھا۔ یا اس ائیر پورٹ کو وسعت دینی چاہئے تھی۔ اس میں سہولتیں دینی چاہئے تھیں۔ وہ تو انہوں نے نہیں دیئے۔ اور روزانہ ہماری فلاٹ کم کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! اسلام آباد کوئٹہ کا کراچی آپ موائزہ کریں۔ آپ یہاں سے کراچی جائیں، وہاں سے آپ کو لے جاتے ہیں اسلام آباد وہ بھی ایک ہی کرایہ۔ اور جب اسلام آباد اور کراچی کو دیکھیں، کراچی سمندر، غرب میں اور اسلام آباد شرق میں، وہاں وہ آٹھ، نو ہزار کا کرایہ، آپ کا تیرہ ہزار کرایہ۔ یہاں سے ہو کر گزرتے ہیں۔ تو جناب اپیکر! یہ ایک امتیازی سلوک کے زمرے میں آتا ہے۔ اور میں اس میں، جو جہاز وہ چلاتے ہیں، چھوٹے والے میرے خیال میں 737، وہ 310 ہونا چاہئے وہ تو چلانہیں رہے ہیں اور 337 کو بھی بند کر رہے ہیں۔ ہم سے وہ سہولیات لی جا رہی ہے۔ ایران، دہمی، سعودی عرب اور دیگر جہاں جہاں ہمارے جہاز یہاں سے جاتے تھے، وہ سارے بند کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! اسکے علاوہ اور بھی، میں آپ کے سامنے اسلئے رکھ رہا ہوں کہ انٹرنیشنل، جہاں جہاں پی آئی اے کے دفاتر ہیں ان میں اس صوبے پر، یہ شجر منوع ہے۔ یہ وہاں نہیں جاسکتا۔ اور پی آئی اے کے جواہم ترین عہدے ہیں، جو سیاسی بنیادوں پر، سیاسی سفارش پر پُر کئے جاتے ہیں۔ ان میں بھی ہم اور آپ کو نہیں پوچھا جاتا۔ ہمارا نمائندہ نہ ہونے کی وجہ سے جو فیصلہ وہاں ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے خلاف جاتے ہیں۔ اور جناب اپیکر! اسکے علاوہ جو ہماری flights ہیں، ان میں بھی جناب اپیکر! یہ بھی ہوا ہے کہ دو دن آپ کو انتظار کرنا پڑا ہے، یہ بھی ہوا ہے کہ آپ آئے ہیں اور گئے ہیں۔ ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے مجھے As a custodian of the House کے debate کو دوستوں نے جو کی، اپوزیشن اور ٹریشری بخوبی نے، قرارداد کو منظور کر کے، اس بحث کی پوری کارروائی اسکے ساتھ نہیں کر کے

اسلام آباد بھیجی جائے۔ اور ہمیں وہ کاپی مہیا کی جائے۔ اور ہم گورنمنٹ کے طور پر اُنکے ساتھ اٹھا میں گے۔ اور اُنکے ساتھ ان نکات پر۔ اور وہاں سینٹ اور قومی اسمبلی میں ہمارے صوبے کے جو نمائندے ہیں، آپکے توسط سے custodian of the House کے توسط سے، ان سب کو یہ کاپی اُنکے addresses پر بھجوانی چاہئے۔ پھر ہم سب مل کر اپنے اس right کیلئے بلائمیز کتنی کوشش کر سکتے ہیں کہ ہم اپنی ان چیزوں کو جمہوری اور سیاسی طریقوں سے بیٹھ کر انکو حاصل کریں۔ اور آخر میں آپکا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اور گزارش یہ کرتا ہوں تمام ہاؤس سے کہ وہ اس اہم قرارداد کو جو صوبے کے اہم ترین مفاد میں ہے، صوبے کے عوام کے مفاد میں ہے اسکو منظور کریں۔ باقی جو چیزیں دوستوں نے اٹھائی ہیں، روڈز اور ملیوے کے حوالے سے، کیونکی میشن سے واقعی انکا تعلق ہے۔ ان چیزوں میں ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں اس طریقے سے درست ہوں۔ تو آخر میں آپکا تمام دوستوں کا اور اپوزیشن کے دوستوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے آکر اسمبلی کی کارروائی میں دوبارہ حصہ لیا۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ واقعی بہت اہم قرارداد ہے، اسکی منظوری کے ساتھ ساتھ، جو بھی خدشات ہیں، جو بھی ہمارے کرایوں میں اور ہماری flights ہمیں وقت پر نہیں مل رہی ہیں صوبائی گورنمنٹ اور وزیر اعلیٰ اور اسکو فیڈرل کے ساتھ personal interest take up کر کے، یہ قرارداد تو اپنی جگہ، وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس پر interest لے کر اس پر ان سے بات چیت کریں۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 1 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی تحریک التواء نمبر 3 جو دو گھنٹے بحث کیلئے رکھی ہوئی ہے، وزیر اعلیٰ صاحب یہاں نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اسکو 27 تاریخ کے اجلاس کے لئے رکھ دیتے ہیں کیونکہ کیسکو والے بھی آئے ہیں انکی بھی میٹنگ ہے۔ اور دوسرا سیکرٹری صاحب! کہ انہوں نے جو فائدہ کمیٹی کیلئے جتنے نام لکھے ہیں، انکی پارلیمانی لیڈران سے مشورہ کریں اور جو مبران جہاں چاہتے ہیں، اُدھر possible ہو، اُنکے ساتھ۔ اور اُس میں کئی معزز مبران کا نام بھی غلط لکھا گیا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! چونکہ میں نے یہاں لکھا تھا، بھول گیا۔ اس میں جناب اسپیکر! اگر آپ کو یاد پڑ رہا ہو اسپیکر صاحب نے خود رونگ دی کہ سینٹ اور قومی اسمبلی میں قائمہ کمیٹیوں کی تعداد میں انہوں نے اضافہ کر دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے 28 تاریخ دی ہے۔ جناب! ہمارے جو rules ہیں، اُس میں جو کمیٹیاں ہیں۔ انہوں نے یہاں دیا ہے۔ لیکن انہوں نے جو کہا تھا کہ جتنی منشیات ہوں، اُتنی ہی کمیٹیاں ہوں۔ تو یہ change کرنے پڑیں گے۔ تو Kindly یہ جو انہوں نے دیا

ہے 28 تاریخ تک یہ possible نہیں ہے۔ ہمیں پہلے اپنے rules تبدیل کرنے ہوئے۔ اور rules کے تحت پہلے کمیٹیوں کی تشکیل ہوگی۔ اور وہ تشکیل اس طرح نہیں ہوگی۔ اسکی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں ہے۔ تینوں پارٹیاں بشمول اپوزیشن بیٹھ کر اسکو finalize کریں گی۔ یہ تو ایک مجاز وہ ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے بھجوایا ہے۔ اسکو بھجوانا بھی نہیں چاہئے۔ اور وہ اسکے لئے مجاز بھی نہیں ہیں کہ تجویز کے طور پر وہ ہمیں بھیجا جائیں۔ ہم نے خود بیٹھ کر، گورنمنٹ کے طور پر یہ کمیٹیاں بنانی اور تشکیل دینی ہیں۔ تو kindly یہ جو انہوں نے تاریخ دی ہے۔ نہ ہی اس تاریخ پر یہ ممکن ہے اور نہ rules میں amendment کے بغیر یہ ممکن ہے، شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہمیں یہ چیزیں ہیں سیکرٹری صاحب! آپ دیکھیں، اس میں بہت سارے ممبران کے نام بھی غلط لکھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی آئندہ check کریں۔ یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہیں۔ یہ information کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اس میں ایک اور چیز بھی ہے۔ دو، آپ کی قائمہ کمیٹیاں ہیں۔ ایک فناں کی جو اسمبلی کی ہے، وہ اور ایک دوسری کمیٹی ہے، تو انکو آپ لوگ وہ کر لیں۔ باقیوں کو amendment کر کے بڑھانے کے بعد۔ یہ just an information تھا، یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): قائمہ کمیٹی برائے فناں۔ مالیات کی جو کمیٹی ہے وہ تو اسپیکر صاحب کے اختیار میں ہے۔ جب بھی وہ ہمیں بلا ناچا ہیں۔ اسکو تو فوراً قائم ہونی چاہیے۔ کیونکہ اسکے بغیر آپ اپنے اخراجات نہیں کر سکتے۔ تو جب بھی ہمیں بلا کیں گے، ہم حاضر ہو جائیں گے۔ اور یہ جو فناں کمیٹی ہے۔ اسپیکر صاحب اسکے چیزیں ہیں بلحاظ عہدہ، یہ جب ہمیں بلا کیں گے، ہم بیٹھ کر انکو نام دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔ مہربانی۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 27 اگست 2013ء بوقت 11:00 بجے صحیح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 2 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

ختیر شعل

